تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سے جو یہ سراغ لے کے چلے

رسالہ مسمّی بہ

چراغ ہدایت

مع

رپورٹ مباحثہ بیلوا

از

محمد ساجد رضا قادری رضوی

نام کتاب: چراغ ہدایت مع رپورٹ مباحثہ بیلوا

مؤلف: محمد ساجد رضا قادری رضوی

پتہ:

جگناتھ پور، پوسٹ، سنکولہ، آبادپور، ضلع، کٹیہار بہار

سن اشاعت: 2018

---

md sajid reza qadri

vill:jagnanthpur,po;sankola,ps:abadpur.via:barsoi.

distt:katihar .bihar .india

mob:8016176516

gmail:mdsajidrezareza7120@gmail.com

شرف انتساب

ان گمشدہ رہروؤں کے نام جن کی پیاسی روحیں
مذہب حق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

خاک پائے علماء ومشائخ
محمد ساجد رضا قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف

اکتوبر ۲۰۱۴ء کی بات ہے، بقرعید کی تعطیل گھر پر گزار رہا تھا، عید کی گہما گہمی عروج پر تھی، انہیں ایام میں ایک غیر مقلد شخص کا بلاوا آ گیا، جس کا مکان میرے غریب خانے سے چند ہی قدم کے فاصلے پر واقع ہے، ان کے ظاہری اعمال دیکھ کر تو معلوم تھا کہ ان کا مذہب ،،غیر مقلدیت ،، ہے، تاہم کھل کر وہ اس کا اقرار نہیں کرتے تھے، بلکہ وہابیت سے انکار بھی کرتے تھے، اس لئے اس کے بلانے سے مجھے کھٹکا محسوس ہوا، جنہیں جھٹک کر میں نے اس خیال سے کہ اسے قریب سے جاننا چاہئے، چلا گیا، چائے وائے سے سواگت کرنے کے بعد یقین جانئے توقع کے عین مطابق میرا اندیشہ درست نکلا، یعنی اس نے مجھے بڑے پرفریب انداز میں غیر مقلدیت اختیار کرنے کی دعوت دے ڈالی، اور کہا کہ یہی سچا مذہب ہے، اس وقت تو میں نے بایں خیال کچھ نہ کہا، کیوں کہ مجھے ان کی کتابیں دیکھنی تھی، سو جب ان کے گھر میں کتابوں کی تلاشی لے رہا تھا، دیکھا کہ ساری کتابیں ہی غیر مقلدین کی تھی، اور اسی دوران چند خطوط بھی دیکھنے کو ملے، جس سے ان کا غیر مقلدین سے ربط وارتباط معلوم ہوا، اور پتہ چلا کہ اس نے تکمیل حفظ کے بعد غیر مقلدین کے معروف ادارہ جامعہ اثریہ دار الحدیث موَ

میں بقول ان کے ثالثہ تک تعلیم حاصل کی تھی ،اس شخص کی وہابیت تو طشت از بام ہوگئی ،لیکن تقیہ کرکے اپنی وہابیت کو چھپاتا رہا ۔

الحمد اللہ احقر راقم الحروف کا پورا گاؤں سنی صحیح العقیدہ ہے، جونسلا بعد نسلٍ اہل سنت کے پاک مذہب پر عمل کرتا ہوا آیا ہے،اور عملاً حنفی ہے ،لیکن اٹھارہ بیس برس پہلے اس شخص نے جس کا نام مسلم الدین ہے، اپنا دین وایمان غیر مقلدین کے یہاں گروی رکھ دی ہتبدیل مذہب کے بعد کچھ برسوں تک خاموشی سے زندگی بسر کی ،لیکن پچھلے چار پانچ سالوں میں اس کے بال وپر نکل آئے ،غیر مقلدین کی صحبت کے اثر سے اپنے آپ کو مجتہد سمجھ بیٹھے ،جس کے نتیجے میں فکری آوارگی ،خودسری اور مطلق العنانی مزاج وطبیعت میں رچ بس گئی ،جوصرف سنانا جانتے ہیں ، کسی کی سننا نہیں جانتے ،ضد وہٹ دھرمی کا پتلا ہے ، حالانکہ اس کی علمی لیاقت حفظ قرآن کریم سے زیادہ نہیں ،اور اردوخوانی اور املانویسی سے تو ابتدا ئیہ کا بچہ بھی شرماجائے ،اور سمجھ دانی اتنی اعلیٰ کہ اردو عبارتیں بھی سمجھنے سے قاصر ،اس کے باوجود اجتہاد کرنے کا دعویٰ ، یہ منہ اور مسور کی دال ۔

چنانچہ پچھلے چار پانچ برسوں سے اس نے لوگوں کو بہکانے کا بیڑا اٹھایا ،اور عیاری سے اہل علم کی بجائے عامۃ المسلمین کو غیر مقلدیت کی دعوت دیتا رہا ، انہیں غیر مقلدیت بنام الحادیت کے مسائل بتانے لگے ،اسی طرح عوام کے درمیان فتنے برپا کرتے رہے ، کہ کبھی خلف الامام کا مسئلہ چھیڑا تو کبھی رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز کو باطل قرار دیا ،تو کبھی تقلید کوشرک قرار دے کر مسلمانوں کو مشرک کہا ،اور کبھی حنفی مذہب کو باطل ثابت کرنے کی مجنونانہ

حرکتیں بھی کیں، ان کے دلائل کو سن کر اہل علم مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن عوام پر اس کے بڑبول کا اثر بہر حال پڑتا تھا، جس سے ان کے دین و ایمان متزلزل ہو رہے تھے، اور جب ان میں سے کوئی گرفت کرتا تو کہہ دیتا کہ مجھے اس بابت حدیث دکھا دو ہم مان جائیں گے، لیکن وہ بیچارے حدیث کہاں سے دیکھاتے، جب کہ خود ہی ان پڑھ ہے، پھر اگر کوئی عالم گرفت کرتا تو کہتا کہ مجھے صحیح حدیث دیکھا دیجئے میں توبہ کرکے سنی بن جاؤں گا، اور جب صحاح ستہ ہی سے احادیث دیکھا دیا جاتا تو اسے ضعیف کہہ کر رد کر دیتا۔

چنانچہ یہ شخص مجھ سے بار ہا مباحثہ کر چکا ہے، اس دوراس نے کتنے رنگ بدلے، یہ مجھ سے زیادہ اور کوئی نہیں بتا سکتا، اور جھوٹ بولنا تو ان کی عادت ہی نہیں بلکہ طبعیت ثانیہ ہے، بول کر فوراً انکار کر دیتے ہیں، فارسی کا ایک مقولہ ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ یعنی جھوٹ بولنے والے کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کب کیا کہا اور کیا نہیں، بالکل یہی حال اس آدمی کا ہے۔

اب یہی پر دیکھ لیجئے کہ اس نے مجھے اپنے گھر بلا کر غیر مقلدیت اختیار کرنے کی دعوت دی، اور اس مذہب کی سچائی کا گن گایا، چار دن تک اس طرح تقاضہ کرتا رہا کہ شاید میں اس کا ادھار کھائے بیٹھا تھا، شدید تقاضہ کیا کرتا تھا کہ حق واضح ہو جانے کے بعد اسے قبول کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے، لیکن جب میں نے ان قرضوں کا بوجھ ہلکا کیا، اور وہابیت کا کچا چٹھا اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا تو اپنی وہابیت سے صاف مکر گئے، اور کہا کہ میرا مذہب صرف صحیح حدیث پر ہے، اس کے علاوہ میرے نزدیک کسی کی بات قابل التفات نہیں، حتی

کہ صحابہ کرام کی بھی نہیں، اور کبھی کہتا میرا مذہب،، ما انا علیہ واصحابی،، ہے، اور کبھی کہتا میں محمدی ہوں، غرض کہ اس کے مذہب کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے، یہ ایک لامذہبی شخص ہے، جن کی ہر ہر باتوں سے الحادیت ٹپکتی ہے، کبھی دیکھئے تو آیات قرآنیہ کا انکار کرتا ہے، اور کبھی دیکھئے تو صحیح احادیث کو بھی ضعیف کہہ کر انکار کر دیتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود اس کی ہدایت کی کوشش احقر نے بارہا کی، مگر ان کی نس نس میں گمراہیت بس چکی ہے، اس لئے تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں، بارآور نہ ہو سکیں، تاہم یہ سلسلہ جاری ہے، اسی سلسلے کی ایک بیٹھک بروز ہفتہ بیس ۲۰ جنوری **۲۰۱۸ء** کو دارالعلوم منظر اسلام بیلوا کے احاطہ میں ہوئی، جس میں ان کے ساتھ علاقائی علماء ومشائخ جمع ہوئے تھے، وہاں پر ان کے تمام دعوے کی حقیقت کا پول کھل گیا، اور جواب دہی سے بالکل عاجز آگئے، اور یہ اسی سلسلے کی آخری کڑی ہے، جسے آپ تحریری طور پر اپنے ہاتھوں میں دیکھ رہے ہیں، جس میں ان کے چند شکوک وشبہات کے جوابات دیا گیا، اور یہ واضح کر دیا گیا کہ وہابیت گمراہی کا پہلا زینہ ہے، لہذا اس پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھنے سے بچا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر حق کے متلاشی کو ہدایت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

المذنب

محمد ساجد رضا قادری رضوی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک قرآن کریم ایک ایسی لا جواب کتاب ہے، جس کا مقابلہ دنیا بھر کے تمام انسانوں کی کتابیں نہیں کرسکتی، جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اللہ تعالٰی نے اس کتاب میں بیان فرمادیا ہے، یہ قرآن ایک سمندر ہے جس میں غوطہ لگانے والوں کو موتیاں اور مونگے بھی ملتی ہیں اور سیپیاں بھی، کوئی اس سخی کے پاس سے خالی ہاتھ نہیں جاتا، جو حق وہدایت کا طالب ہے اسے ہدایت ملتی ہے، اور جو کج روی کا شکار ہیں، اور اس پر اگر بضد ہوں تو حسب دل خواہ اس کی کج روی اور گمراہی میں اضافہ بھی فرماتا ہے۔

،،یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا ط وما یضل به الا الفٰسقین،،

اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے، اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔ (کنزلایمان)

جو بے حکمے ہیں، وہ قرآن کریم کی بعض آیتوں کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں، یہی ان کے گمراہیت کی سب سے بڑی خدائی دلیل ہے، لہذا اسے نمونہ بنا کر دور حاضر کے تمام فرقوں کا تجزیہ کیجئے تو بات آئینے کی طرح صاف ہوجائے گی کہ اس دور میں حق پر قائم کون ہے، اور باطل کا پرستار کون؟

ہدایت یافتہ لوگ

ہدایت پانے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالٰی کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا، اور سبیل

المؤمنین پر گامزن ہیں،جیسا کہ حق کے متلاشیوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے قرآن کریم میں ارشادربانی ہے۔،،اھدنا الصراط المستقیم ،،اے اللہ ہم کوسیدھاراستہ چلا،،صراط الذین انعمت علیھم ،،راستہ ان کاجن پرتونے انعام فرمایا،غیر المغضوب علیھم ولاالضالین۔نہ ان کاجن پرغضب ہوااور نہ ان بہکے ہوؤں کا۔

مذکورہ بالا آیات مقدسات میں تین باتوں کا خاص ذکر ہے۔اول:جن پر اللہ نے اپنا انعام نازل فرمایا،ان کے نقش قدم پر چلنا ہی سیدھاراستہ ہے۔دوم:جن پرغضب خداوندی کانزول ہوا،وہ سیدھے راستے کے رہرونہیں ہیں۔سوم:اور جوراہ سے بہکے ہوئے ہیں وہ بھی ہرگزسیدھے راستے کے رہنمانہیں ہوسکتے۔

ہاں سیدھے راستے کے رہبرورہنماوہیں ہیں جن پرخداتعالیٰ کاانعام نازل ہوا،اور یہ لوگ کون ہیں؟ان کی جانب قرآن کریم رہنمائی فرماتاہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصٰلحین وحسن اولٓئک رفیقا۔

(سورہ نساءآیت نمبر ۶۹)

اور جواللہ اوراس کے رسول کاحکم مانے تو اسے ان کاساتھ ملے گاجن پراللہ نے فضل (انعام) کیایعنی انبیاءاورصدیق اورشہیداورنیک لوگ اور یہ کیاہی اچھے ساتھی ہیں۔کنزالایمان

پتہ چلا کہ اولیائے کرام بزرگان دین کے نقش قدم پر چلانا ہی قرآن کامنشور ہے،مذکورہ

بالا آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ اللہ کا انعام نبین صدیقین شہداء اور صالحین پر ہیں، صحابہ کرام تابعین تبع تابعین عظام ائمہ مجتہدین اولیائے کاملین اور ان اولیاء اللہ کے تمام سلاسل چشتی قادری نقشبندی مجددی وغیرہ بغیر کسی انقطاع بیعت کے موجود ہیں، یہی لوگ عرف عام میں سلف صالحین میں شامل ہیں، ان کے نقش قدم پر چلنا ہی سیدھی راہ ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں کی راہ پر چلنے کا حکم فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے۔

ومن یطبع غیرسبیل المومؤمنین نوله ماتولیٰ و نصله جهنم وسأت مصیرا۔

جولوگ ان (مؤمنین) کی راہ سے ہٹ کر چلتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

بے شک یہی لوگ اللہ کی رسی ہے، جو اللہ سے بندوں کو جوڑ دیتا ہے، صالحین سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہا، ان کے وجود کی بدولت ہی یہ دنیا ٹکی ہوئی ہے، ورنہ کب کا قیامت برپا ہوجاتی، پتہ چلا کہ ان اولیاء اللہ کی ذوات قدسی صفات بھی معیار حق ہے، جو ان کے دامن سے وابستگی ذریعہ نجات ہے، اور وہی لوگ دور حاضر میں حق کا نمائندہ ہیں، انہیں کو اہل سنت کہتے ہیں۔

دور حاضر کے فرقے

جو شخص حق کا متلاشی ہو، اور ہدایت کا طلب گار ہو تو اسے چاہیئے کہ قرآن وحدیث کی طئے کردہ راہ پر چلے، اور بزرگان دین کے نقش قدم پر گامزن رہے، اور جن لوگوں نے قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اپنی عقل کا گھوڑا دوڑایا، وہ سلف صالحین کی راہ سے کٹ کر اپنی الگ ڈگر بنالی، یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں خلق خدا رافضی، خارجی، اہل تشیع، اور دور حاضر کے فرقے

مزخرفے وہابی اور وہبیابی فرقے مثلاً دیوبندی، قادیانی ،نیچری،مودودی،ندوی،منکر حدیث اور غیر مقلدیت وغیرہ ہیں، یہ لوگ گمراہ اور بددین ہے، سبیل المؤمنین سے منحرف ہیں،ان فرقوں کا اختصار کے ساتھ تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

وہابیت کا فتنہ نگاہ نبوت میں

قصص انبیاء کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ حضرت موسےٰ علی نبینا علیہ السلام صرف ایک جھلک دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے تھے،تو ان کی نگاہیں نبوت کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ چالیس کوس کی دوری پر رینگتی ہوئی چیونٹیوں کو دیکھ لیا کرتے تھے،اس واقعہ کو گوشۂ ذہن میں رکھئے اور اس محترم ومکرم جان چمن نبی الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی بینائی پر غور کیجئے کہ جن کی نگاہ بصیرت وبصارت نے قاب قوسین کی دوری سے خالق ارض وسماء کا جلوہ ملاحظہ فرمایا ہو ان کی نگاہ نبوت کا عالم کیا ہوگا؟ وہ مکے اور مدینے میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دنیا وجہان کو کیوں نہیں ملاحظہ فرما سکتے ، سچ فرمایا امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا،ظہور میں آنے والے تمام خیر وشر،فتن وفتنہ پرور نفوس وجماعت افراد کو نگاہ نبوت نے ملاحظہ فرما لیا تھا،اور

باذن اللہ اپنے بعض راز دار غلاموں پر بھی ظاہر وعیاں فرما دیا تھا، بارہویں صدی کے ان دجالی فتنوں کے نمایاں خط وخال بھی واضح اور روشن فرما دئے تھے، جیسا کہ احادیث کے ذخیرہ میں موجود ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال رسول اللہ ﷺ یخرج ناس من المشرق یقرأون القرآن لا یجاوز تراقیھم کل ماقطع قرن نشأ قرن آخر حتیٰ یکون آخرھم یخرج مع مسیح الدجال۔

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ کئی لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے، پڑھیں گے قرآن مگر ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا، جب ایک سینگ کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلے گا، یعنی جب ایک فرقہ کا استصال کیا جائے گا تو دوسرا ظہور کرے گا یہاں تک کہ وہ آخر میں دجال کے ساتھ رہیں گے۔ بخاری

اس فتنہ کے ظہور کا پہلا مقام نجد ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ،،اللھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا ،،قال :قالوا:وفی نجدنا،فقال:قال ،،اللھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا ،،قال :قالوا:وفی نجدنا،قال:قال:ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان .

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک بار آں حضرت ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما، صحابہ کرام علیہم المغفرۃ والرضوان نے عرض

کی اور ہمارے نجد میں ،،مقصود یہ کہ نجد کو بھی حضرت ﷺ دعامیں شریک فرمالیں ،پھر وہی دعا کی کہ الٰہی !ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما،پھر صحابہ کرام علیھم المغفرۃ والرضوان نے عرض کی اور ہمارے نجد کیلئے بھی ،آنحضرت ﷺ نے فرمایا:وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔بخاری

پتہ چلا کہ نجد کی سرزمین میں زلزلے اور فتنے ہیں،وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا،اور وہ سینگ نجد کے جس قبائل سے ظاہر ہوں گے،غیب دان نبی ﷺ نے ان کے نام بھی بتلادئے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

اشار رسول اللہ ﷺ بیدہ نحو الیمن فقال الایمان الا ان الفتنۃ وغلظۃ القلوب فی الفدادین عند اصول اذناب الابل حیث یطلع قرنا الشیطان فی ربیعۃ ومضر۔

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ایمان یمنی ہے اور آگاہ ہو جاؤ فتنہ اور سخت دلی اونٹوں کی دموں کے قریب چلانے والوں مضر و ربیعہ میں ہے جہاں سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔

مسلم شریف جلد اول،ص۵۲۔بخاری شریف جلد اول،ص ۴۶۶

ان مذکورہ بالا درج حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نجد فتنے کی سرزمین ہے،وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا،اور وہ فتنے اور سینگ قبیلہ مضر و ربیعہ سے نکلیں گے۔

واضح رہے کہ قبیلہ عنزہ اور بنو حنیفہ کا تعلق ربیعہ سے اور بنو تمیم کا مضر سے ہے،اور یہ سب

قبائل نجد کی سنگلاخ وادیوں میں آج تک آباد ہیں، اور تاریخ شاہد ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی اور ابن سعود کا نسلی تعلق انہیں دونوں قبیلہ سے ہے، اور یہی سرزمین ابن عبدالوہاب کا مقام پیدائش بھی ہے، جیسا کہ غیر مقلد عالم راشد حسن فضل حق مبارک پوری نے مقدمہ،، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب حیات وخدمات،، میں لکھتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب، نجد کے ایک علاقے،، عیینہ،، جو ریاض سے تقریباً چالیس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، میں ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ص ٦

قارئین باتمکین: یہ بات آپ کی معلومات کے اجالے میں آگئی کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے جس نجد سے فتنوں کے ظہور کی نشاندہی فرمائی تھی، شیخ ابن عبدالوہاب اسی سرزمین سے خروج کیا، اور اپنی فتنہ پروری سے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لی، جس سے آج تک امت مسلمہ باہر نہیں نکل سکے۔

ایک شرمناک مغالطہ

واضح اور روشن ثبوتوں کے باوجود وہابیہ غیر مقلدین امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونکنے سے باز نہیں آتے، اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رگیں پھلا پھلا کر کہتے ہیں، کہ نجد سے مراد یہ نجد نہیں بلکہ عراق ہے۔ جیسا کہ غیر مقلد عالم راشد حسن فضل حق مبارک پوری نے شیخ وہابیت علامہ ناصر الدین البانی کی کتاب،، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ،، کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

بعض بدعتی محاربین سنت اور عقیدۂ توحید سے منحراف وگمراہ فرقہ کے لوگ جزیرۃ العرب کے

مجدد دعوت توحید شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (نجدی) پر طعن کرتے ہیں، اور اس حدیث میں ،،نجد،، سے مراد وہ ،،نجد،، لیتے ہیں، جو آج ،،نجد،، کے نام سے معروف ومشہور ہے، اور وہ یا تو اس سے بے خبر ہیں، یا جان بوجھ کر جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں کہ اس حدیث میں فی زمانناکا ،،نجد،، مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد ،،عراق،، ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب حیات وخدمات :ص ۴۰

اس مقام پر صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے جس نجد کو فتنوں کی آماجگاہ قرار دیا تھا، اگر اس سے مراد نجد نہیں عراق تھا تو آپ ﷺ کو نجد کی بجائے عراق کا نام لینے سے کون سی چیز مانع رہی، آپ صریح طور پر نجد کی جگہ ،،عراق،، کیوں نہیں فرمائے، حالانکہ احادیث سے یہ بات بھی روشن ہے کہ اس زمانے میں عراق کا ملک بھی موجود تھا، کیا اس سوال کا جواب امت وہابیہ کے پاس ہے؟ ہرگز نہیں ہے، جب ہی تو مغالطہ پر مغالطہ دئے جا رہے ہیں، چنانچہ وہابی فرقہ سے متعلق بھی دور جدید کے وہابیہ تحقیق کے نام پر دجالی وفریب کاری میں مصروف ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہابی فرقہ سے مراد نجد کا وہابی فرقہ نہیں بلکہ اوائل اسلام کے فرقہ وہابیہ ہے، غلطی سے ہمیں اس فرقہ سے منسوب کیا جارہا ہے۔ محولہ بالا رسالہ کے مصنف لکھتے ہیں۔

وہابیہ دراصل ایک خارجی واباضی فرقہ ہے، جس کو ،،عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم ،، نے ایجاد کیا، اور اس کے نام سے اسی کو ،،وہابیت،، کہا جاتا ہے، اس شخص نے اسلامی احکام کو معطل کردیا تھا، حج کو منسوخ کردیا تھا، اور اس کے مخالفین کے درمیان جنگیں ہوئیں، اس کی

وفات ۷ا۱۹ھ میں شمالی افریقہ کے شہر،،تاہرت،،میں ہوئی،نیز اس کا یہ مستقل نام اس لئے پڑا کہ اس نے اپنے مذہب میں طرح طرح کی تبدیلیاں کرڈالی تھیں،اور نئے نئے عقائد شامل کئے تھے،یہ لوگ شیعوں سے بھی اتنی ہی نفرت رکھتے تھے،جتنی اہل سنت سے۔

لیکن افسوس کہ اس باطل،،وہابی تحریک،،کو شیخ محمد بن عبدالوہاب کی خالص اسلامی تحریک سے جوڑ دیا گیا،اوراس توحید پرست تحریک کو،،وہابیت،،کا غلط،جھوٹا اور نامعقول نام دے کرلوگوں کے ذہنوں میں اس کا غلط تصور قائم کیا گیا،اوراسے ایک،،ہوا،،بنادیا گیا کہ سنتے ہی ہر شخص اس سے متنفر ہوئے۔

حوالہ سابق:ص ۹

مخمل میں ٹاٹ کا پیوند کی مثال آپ نے ضرورسنی ہوگی،اگر نہیں تو اس کا زندہ نمونہ یہی پر دیکھ لیجئے،ابن عبدالوہاب کہاں نجد کے باشندہ جو عرب کا ایک خطہ ہے،اور عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن کہاں افریقی النسل،افریقہ میں مدفون،کیا ابن عبدالوہاب نجدی اور کیا ابن عبدالرحمٰن افریقی دونوں برابر ہوسکتے ہیں،اور کیا عالم اسلام کے علماء ومشائخ اس قدر اپنے اطراف کے ماحول سے بے خبر اور علم ومعلوم سے کوڑے تھے کہ بارہویں صدی کے نجد کی وہابی تحریک اور دوسری صدی کی تحریک کے درمیان خط امتیاز نہیں کھینچ سکے؟اور پہلی صدی کی تحریک سے بارہویں صدی کی تحریک کا ناطہ جوڑ دیا،صد حیف ہے نجدی وہابیوں اور اس کے حمایتیوں کی عقل وبصارت پر،اس طرح کی بے سروپاباتیں لکھ کر دل بہلایا تو جاسکتا ہے لیکن کسی کو منوایا نہیں جاسکتا۔

غرض شیخ محمد بن عبدالوہاب جس نجد کے باشی تھے، سرکارابدقرار ﷺ نے اسی نجد کو فتنوں کی آماجگاہ قرار دیا، اور اسی وہابی تحریک کو عالم اسلام کے علماء ومشائخ علیہم المغفرة والرضوان نے خارجیت کی احیائی تحریک قرار دیا۔

ع زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

لہذا اس حقیقت سے زندگی بھر آنکھیں موند کر رہئے، لیکن تاریخی حقائق مسخ نہیں ہوسکتا۔

ابن عبدالوہاب کا نسب نامہ

بارگاہ رسالت کا مشہور گستاخ ذوالخویصرہ تمیمی کی بابت سرکارابدقرار ﷺ کی پیش گوئی کہ ان کی ذریت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے، قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا، کافروں کو چھوڑ دیں گے اور مسلمانوں کو قتل کریں گے، لہذا اسی ذوالخویصرہ کی نسل سے علاقہ نجد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا، شیخ نجدی کا ذوالخویصرہ کی نسل سے ہونے میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں ہے، ذوالخویصرہ بھی تمیمی تھا اور شیخ نجدی بھی تمیمی ہے، جیسا کہ ابن عبدالوہاب کا سیرت نگار احمد عبدالغفور عطار مصری وہابی نے نسب نامہ لکھا ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن شرف بن عمر حضاد بن ریس بن زاخر بن علوی بن دہیب ہیں بالآخر نسب نامہ عرب کے مشہور قبیلہ تمیم بن سر بن ادین بن طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن عدنان کے ساتھ جا ملتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب ص ۳۹ مطبوعہ سعودی عرب ریاض

غرض کہ وہ تمام پیش گوئیاں جو ذوالخویصرہ کی بابت زبان نبوت نے فرمائی تھی، ابن عبدالوہاب نجدی پر حرف بحرف صادق آتی ہے، کافر و مشرکین سے دوستی اور مسلمانوں کا قتل عام ثبوت کے لئے اور کیا چاہئے ؟

وہابیت بنام خانوادۂ یہودیت

اٹھارہویں صدی عیسویں میں انگروں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کو مات دینا ممکن نہیں ہے، تو انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دو محاذ کھولے، ایک اسلامی عقائد و معمولات کی تضعیف و تضحیک کرنا، دوم خود مسلمانوں کو جسمانی طور پر پریشان کرنا، اسلامی عقائد و معمولات میں ضعف طاری کرنے کے لئے انگریزوں نے خود مسلمانوں میں چند غدار و منافق پیدا کئے، ان میں سے ایک ابن عبدالوہاب نجدی بھی تھا، شیخ نجدی کو انگریز جاسوس مسٹر ہمفیرے نے اپنے قابو میں کیا، اور اسلام سے بغاوت کرنے پر آمادہ کیا، مسٹر ہمفیرے لکھتا ہے۔

اپنی رات دن کی کوششوں سے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو نو آبادیاتی علاقوں کی خواہشات کے عین مطابق ڈھالا اور آئندہ کی پلاننگ کو روبعمل لانے کی ذمہ داری اٹھانے پر آمادہ کیا۔

ہمفیرے کے اعترافات ص۸۲

آئندہ کی پلاننگ یعنی انگریزی نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے چھ نکاتی پروگرام، جن پر ابن عبدالوہاب نجدی نے عملی اقدام کیا اور ان کی ذریت آج تک عمل پیراں ہیں، جسے دنیا وہابی ازم کے نام سے جانتی ہے، اس مذہب کی بنیادی چھ نکات جسے انگریزوں نے طئے کیا

تھا،مسٹر ہمفیرے کی زبانی آپ بھی ملاحظہ فرما لیجئے ،لکھتے ہیں۔

(۱) اس ،،شیخ نجدی،،کے مذہب میں شمولیت نہ کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال وعزت اور آبرو کی بربادی کو روا سمجھنا،اس ضمن میں گرفتار کئے جانے والے مخالفین کو بردہ فروشی کی مارکیٹ میں کنیز وغلام کی حیثیت سے بیچنا۔

(۲) بت پرستی کے بہانے بصورت امکان خانہ کعبہ کا انہدام اور مسلمانوں کو فریضہ حج سے روکنا اور حاجیوں کے جان ومال کی غارت گری پر قبائل عرب کو اکسانا۔

(۳) عرب قبائل کو عثمانی خلیفہ کے احکامات سے سرتابی کی ترغیب دینا،اور ناخوش لوگوں کو ان کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنا،اس کام کے لئے ایک ہتھیار بند فوج کی تشکیل،اشراف حجاز کے احترام اور اثر ونفوذ کو توڑنے کے لئے انہیں ہر ممکن طریقے سے پریشانیوں میں مبتلا کرنا۔

(۴) پیغمبر اسلام (ﷺ) اور ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لیکر اور اسی طرح شرک وبت پرستی کے آداب ورسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ معظمہ،مدینہ اور دگر شہروں میں جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی۔

(۵) جہاں تک ممکن ہوسکے اسلامی ممالک میں فتنہ وفساد،شورش وبدامنی کا پھیلاؤ۔

(۶) قرآن میں کمی بیشی پر شاہد احادیث وروایات کی رو سے ایک جدید قرآن کی نشر واشاعت۔ ہمفرے کے اعترافات ص ۱۲۹/۱۳۰

یہ چھ نکات کیا ہیں؟ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے، کہ یہ صرف مسلمانوں کو صفحہ دہر سے نیست و نابود کرنے کی حکمت عملی نہیں تھی بلکہ اللہ کا چراغ ،، اسلام ،، کو بھی پھونکوں سے بجھانے کی سازش تھی، جس پر آج تک ملت وہابیہ کا عملی گرفت نہایت مضبوط ہے، اس بات کی تصدیق آئے دن رسائل و جرائد اور شوشل میڈیا کی خبروں سے ہوتی ہیں۔

وہابی مذہب کا آغاز اور اس کے نتائج

چنانچہ ان چھ نکات کو شیخ نجدی ابن عبد الوہاب اور انگریز نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کمیٹی کو مذہبی رنگ دینے میں دو سال کا عرصہ لگا، جیسا کہ مسٹر ہمفرے نے لکھا ہے۔

شیخ کی دعوت کا سامان فراہم کرنے میں ہمیں دو سال کا عرصہ لگا، ۱۱۴۳ھ کے اواسط میں محمد بن عبد الوہاب نے جزیرۃ العرب میں اپنے نئے دین کے اعلان کا حتمی ارادہ کیا اور اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا جو اس کے ہم خیال تھے، اور اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے، آہستہ آہستہ ہم نے پیسہ (روپے) کے زور پر شیخ کے اطراف اس کے افکار کی حمایت میں ایک بڑا مجمع اکٹھا کیا اور انہیں دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی تلقین کی۔

ہمفرے کے اعترافات ص ۳۲

انگریزی نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے ان چھ نکات پر وہابیوں کی عملی کارناموں کا مکمل طور پر احاطہ کرنا تو نہایت ہی طول طلب مرحلہ ہے، البتہ ان کی خدمات و کارنامے کی مکمل تاریخ کا ماحصل چند کلمات میں وہابیت ہی کی شاخ دیوبندیت کے ایک مایہ ناز عالم

مولانا محمد بہاؤالحق قاسمی امرتسری سے ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں۔

میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ وہابی تحریک کا ثمرہ کافر سازی مشرک گری، اسلامی سلطنتوں کی تباہی و بربادی، مقامات مقدسہ کی توہین اور نصاریٰ کی غلامی کے سوا کچھ نہیں۔

نجدی تحریک پر ایک نظر ص ۷

قارئین باتمکین: مذکورہ بالا اقتباس اور نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے ان چھ نکات کا موازنہ کر لیجئے، تو عالم آشکار ہو جائے گا کہ وہابیت صیہونیت ہی کا جزء لا ینفک ہے، لہذا وہابیت کی تشکیل کا مقصد عالم اسلام کے اتحاد و اتفاق کو ریزہ ریزہ کرنا تھا، سو اس میں انگریز حسب دل خواہ کامیاب ہوئے، مثال کے لئے محولہ بالا رسالہ سے صرف دو ثمرہ کی جھلک پیش خدمت ہے، مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

وہابی فرقہ جب سے عالم وجود میں آیا اسلامی بادشاہوں سے برابر لڑتا رہا، اس فرقہ نے ترکی سلطنت کو مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی، بنظر اختصار چند ثبوت عرض کرتا ہوں، کتاب مذکور ،،حیات طیبہ،، میں لکھا ہے کہ عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد اپنے باپ سے زیادہ پرجوش نکلا، اس نے اور بھی فتوحات کو وسعت دی اور ترکی سلطنت کی بنیاد کو ہلا دیا۔

(پھر اسی صفحہ میں ہے) سعد نے ۲۰ ہزار فوج سے سلیمان پاشا سے مختلف جنگوں میں پے در پے فتوحات حاصل کیں اور اس کی فوج کے آگے ترکوں کی ملکی اسپرٹ کی دال نہ گلی۔

حوالہ سابق ص ۱۰

اس زندہ و جاوید ثبوت کے باوجود کیا اب بھی کسی اور دلیل کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

دوسری جھلک

مولانا بہاؤالحق قاسمی لکھتے ہیں۔

مقامات مقدسہ کے ساتھ نجدیوں کی گستاخی مشہور ہے،نعت خوانان نجدیہ اگر چہ اس سے انکاری ہیں مگر تا کجے؟ کتاب،،حیات طیبہ،،میں اگر چہ نجدیوں کی خوب تعریف کی گئی ہے مگر بعض مقامات پر حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے،اس میں لکھا ہے کہ!۔۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آ گیا،مدینہ لیکر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک ابال آیا کہ اس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی کریم (ﷺ) کے مزار کو بھی نہ چھوڑا،آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔

حوالہ سابق:ص ۱۰

قارئین با تمکین :وہابیت کے ان دونوں ثمرہ نے انگریزی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے چھ نکاتی پروگرام کو پوری طرح بے نقاب کر دیا،کیا اس کے باوجود ان وہابیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی پردۂ خفا میں ہے؟ کیا اب بھی ان کو مسلمانوں کا بہی خواہ کہیں گے؟ کیا اب بھی وہابیوں کے تئیں دل میں نرم گوشہ رکھیں گے؟ کیا اس فرقہ کے مسلم کشی اور اسلام دشمنی کے باوجود ایک غیرت مند مسلمان کے ایمان میں اتنا بھی ابال نہ آئے کہ ان وہابیوں کی حقیقت ظاہر کر کے انگریز کا ایجینٹ کہہ سکے،یہودیوں کا دلال نہ کہیں؟

چنانچہ اس فرقہ کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی کی وجہ سے ہی عالم اسلام کے علماء ومشائخ نے اس کو خارجی فرقہ کی احیائی تحریک قرار دیا ہے،عالم اہل سنت کے علماء ومشائخ کو جانے

دیکھئے ،اس فرقہ کو خود عالم وہابیت کے علماء سے معلوم کیجئے ،وہ بھی اسے خارجی فرقہ ہی قرار دیتے ہیں،مولانا موصوف دیوبندی جماعت کی مایہ ناز کتاب ،،المہند ،،پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مولانا خلیل احمد صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کا وہی حکم ہے جو خارجیوں کا ہے،اس کے ساتھ علامہ شامی کا یہ قول بھی نقل کرر ہے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیروا ہل سنت اور علمائے اہل سنت کو مشرک سمجھ کر قتل کرنا بھی جائز سمجھتے تھے۔ نجدی تحریک پر ایک نظر ص ۶

لہذا خارجی فرقہ اہل سنت سے خارج ہے،انہیں مسلمان تو کہہ سکتے ہیں لیکن مومن نہیں، کیونکہ اسلام عام ہے ،اور ایمان خاص ہے، جو ایمان والا ہوگا ضروری ہے کہ وہ مسلمان بھی ہوگا،لیکن جو شخص مسلمان ہوگا ضرور نہیں کہ وہ ایمان والا بھی ہو۔پس وہابیت کا شمار غیر سنی فرقوں میں ہے،اور نہایت گستاخ اور بے ادب فرقوں میں سے ہے،اس نے اسلام کی شوکت کو پائمال کیا، کفر کو تقویت پہنچائی ،لہذا اس فرقہ سے دوستی کرنا یا رشتہ داری قائم کرنا ہرگز جائز نہیں،بحوائے قرآن ،،ومن یتولھم منکم فانه منھم ،،یعنی تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

ایک لا جواب پیمانہ

وہابیت ایک ایسا بد قسمت فرقہ ہے جس کے ظہور اور خرافات وبدعات ،اس کی کم عقلی اور بے وقوفی ،اس کی فتنہ انگیزی وفتنہ پروری ،اسلام دشمنی ،مسلم کشی اور کفر وکفار دوستی غرض کہ ایک

ایک نقش کو حاضر وناضر اور غیب داں نبی ﷺ نے بیان فرمادیا ہے، یہاں تک کہ اس کی گمراہیت کا پروانہ بھی جاری فرمادیا، اس پروانے پر اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو امت مسلمہ وہابیت کی وبا سے محفوظ رہ سکتا ہے، ملاحظہ کیجئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

اشار رسول الله ﷺ بيده نحو اليمن فقال الايمان الا ان الفتنة وغلظة القلوب فى الفدادين عند اصول اذناب الابل حيث يطلع قرنا الشيطان فى ربيعة ومضر۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ایمان یمنی ہے اور آگاہ ہو جاؤ فتنہ اور سخت دلی اونٹوں کی دموں کے قریب چلانے والوں مضر و ربیعہ میں ہے جہاں سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔

مسلم شریف جلد اول، ص ۵۲۔ بخاری شریف جلد اول، ص ۴۶۶

مذکورہ بالا حدیث شریف میں غور کا مقام یہ ہے کہ غیب داں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یمنی ہے، یہ جملہ اہل یمن کے لئے ایک سرٹیفکٹ ہے، کہ اگر ساری دنیا کے لوگ کفر والحاد کا شکار ہو جائے تو پھر بھی یمن میں اہل ایمان واسلام کا وجود ضرور رہے گا۔ لہذا حدیث مذکورہ کی بنا پر اہل یمن کو جو لوگ کافر و مشرک کہتے ہیں، ان کے ایمان واسلام کا انجام کیا ہوگا، اس بات کو معلوم کرنے کے لئے اس مقام پر دو حدیث شریف ملاحظہ فرمالیجئے۔

عن ابن عمر ان النبى ﷺ قال اذا كفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما ۔

آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گا۔

عن ابن عمر قال رسول الله ﷺ ایما امری قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک پر کفر آجائے گا۔اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔

مسلم شریف مترجم از مولوی وحید الزمان غیر مقلد جلد اول ص ۱۶۷

ان دونوں احادیث کی چند طور پر علماء نے تاویلیں کیں ،امام نووی علیہ الرحمہ نے جو آخری تاویل کی وہ یہ ہے کہ،،مراد پلٹنے سے اس کی تکفیر کا پلٹنا ہے،یعنی اس نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس نے خود اپنی تکفیر کی۔لہذا اہل یمن کا ایمان ایک کسوٹی ہے،غلوے توحید میں بہنے والے نجد کے وہابیوں کا اگر ایمان اہل یمن کے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہے تو بارگاہ خدا اور سول میں مقبول ہوگا،ورنہ ان کی توحید عذاب قبر و حشر میں کوئی کام نہیں آئے گی،لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ اہل یمن پر نجدی تحریک کا کچھ بھی اثر نہیں ہے،اس لئے نجد کے وہابیہ جہاں پر اپنے علاوہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار تو دیا ہی،اوران کے اموال کو غنیمت کا مال اور ان کو مستحل الدم یعنی ان کے قتل کو باعث ثواب شمار کرتا رہا،جیسا کہ قاضی شوکانی کے اعتراف کو مولانا منظور نعمانی دیوبندی نے لکھا

ہے۔

علامہ قاضی شوکانی اوران کے بعض تلامذہ جیسے حضرات نے بھی یہ بات لکھی ہے، کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی جماعت کے لوگ اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر، مشرک اور مباح الدم سمجھتے ہیں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف پروپگنڈہ، ص ۱۰۵

چنانچہ ساری دنیا کے لوگ اگر دین اسلام سے پھر جائے تو ممکن ہے مگر یمن میں اہل ایمان کا وجود قیامت تک باقی رہے گی، کیونکہ ان کے ایمان کی سند اور قیامت تک باقی رہنے کی خوشخبری خود غیب داں نبی ﷺ نے دی تھی، اس لئے ساری دنیا ٹل سکتی ہے مگر آقا کریم کی بات نہیں ٹل سکتی، مگر نجد کے کافر دوستوں نے ان کو بھی نہیں بخشا، انہیں بھی کافر و مشرک اور مستحل الدم قرار دیا ہے، جیسا کہ اس بات کی شہادت دیوبندی عالم مولوی منظور نعمانی قاضی شوکانی کے حوالے سے دیتے ہوئے لکھا ہے۔

ہمارے یمن کے حاجیوں کے قافلہ کے امیر الحجاج السید محمد بن حسین المراجلی نے خود مجھ سے (علامہ قاضی شوکانی) بیان کیا کہ ہمارے قافلہ کو نجدی جماعت کی ایک ٹولی ملی تو اس نے مجھے اور میرے ساتھ والے یمن کے سارے حاجیوں کو،، کفار،، کہہ کے خطاب کیا (ان جماعةً منهم خاطبوه هو ومن معه في حجاج اليمن بانهم كفار)۔

(البدر الطالع ج ۲، ص ۵) بحوالہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف پروپگنڈہ، ص ۱۳۲

اس واقعہ کے بعد ماننا پڑے گا کہ ناعاقبت اندیش نجد کے وہابیوں کی توحید اہل یمن کی توحید کے برخلاف ہے، اور مردود ہے، ان کی توحید کسی کام کی نہیں، اہل یمن کی تکفیر کر کے اس نے

خود اپنے اوپر کفر کو متوالہ بنالیا، اور آج بھی بڑی شدت سے وہابیوں کا اس پر عمل ہے، اپنی اس تکفیر سے رجوع نہیں کیا ہے۔

وہابیت کی آمد ہند

ہندوستان جنت نشان صدیوں سے مسلمانوں کی حکومت وسیادت کا گہوارہ رہا ہے، اس لئے اس ملک میں بھی انگریزی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کے چھ نکاتی پروگرام کی عملی تحریک،، وہابیت،، بنام،، خارجیت،، کی ترویج واشاعت کا ایجنڈہ بھی شامل تھا، جیسا کہ نکتہ نمبر ۵ پانچ سے روشن ہے۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد کے وقت سے لیکر سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی وفات ۱۸۲۳ء تک ہندوستان کے مسلمان صرف دوفرقوں،، اہل سنت وجماعت،، اور،، شیعہ،، میں بٹے ہوئے تھے، اس کے بعد انگریزوں نے اپنے دور اقتدار میں،، لڑاؤ اور حکومت کرو،، کی پالیسی کے تحت مسلمانان ہند کے درمیان مذہبی اختلاف و افتراق اور ملّی انتشار وخلفشار اور تشتت ولامرکزیت پیدا کرنے کے مقصد سے نجد عرب کے وہابی مذہب کو لایا، پروفیسر محمد ایوب قادری مقدمہ حیات سید احمد کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

تقسیم ہند تک مسلمانان ہند کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ فرقہ وہابی انگریز کا کاشت کردہ پودا ہے، جس کی آبیاری اس نے نہایت ہوشیاری سے کی اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا، یہ نظریہ کسی بدگمانی پر مبنی نہیں تھا بلکہ اس بات کی بنیاد وہ حقائق ہیں جن کو خود وہابی حضرات نے بیان کیا۔ بحوالہ امتیاز حق ص ۵

جب آپ نے معلوم کرلیا کہ ہندوستان میں وہابیت کیونکر آئی تو اب اس کے اولیں مبلغین پر ایک نظر ڈال لیجئے۔

وہابیت کے اولیں قائدین

چنانچہ تمام مؤرخین کے نزدیک یہ بات طئے ہے کہ ہندوستان میں وہابیت کے سب سے پہلا قائد سید احمد رائے بریلوی تھے، قاضی قطر ابن حجر آل بوطامی نے لکھا ہے۔

سید احمد ہندوستان کے رؤسا میں سے تھے، انہوں نے ۱۸۱٦ء میں حج کیا اور مکہ میں جب وہ وہابیوں سے ملے تو ان کے صحیح عقائد کو قبول کرلیا اور اس مذہب کے داعیوں میں شامل ہو گئے۔ محمد بن عبدالوہاب ص ۱۲۷

اور مؤرخ ہند جناب فاروق ارگلی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۸ ویں صدی کے عرب مذہبی رہنما ابن عبدالوہاب کی تحریک کو رائے بریلی کے سید احمد شہید کی حمایت حاصل ہوگئی۔ داستان ۱۸۵۷ء ص ٦

لیکن میں سید احمد صاحب کو پہلا قائد نہیں سمجھتا، کیوں کہ اس کے اندر کسی قسم کی قابلیت بلکہ سوچنے سمجھنے کی قوت ہی نہیں تھی، وہ بقول ان کے تذکرہ نگاروں کے بچپن ہی سے غبی الذہن، ازلی بے وقوف اور احمق تھے، کوشش کے باوجود تاعمر علم ومعلوم سے تہی دست ہی رہے، یہ الگ بات ہے کہ عقیدت مندوں نے اسے افسانوی دنیا کا ہیرو بنا دیا، مگر حقیقت یہی ہے کہ وہ وہابیائی عقائد وافکار کی ترجمانی کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، چہ جائے کہ وہ اس کی قیادت کا سوچے۔

سید صاحب ایک مغلوب الحال شخص تھے،اس لئے بیل اسی کے سر مونڈھا گیا،ورنہ حقیقت میں وہابیت کی قیادت مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی عبدالحئ بڈھانوی ہی کے ہاتھوں میں تھی،جنہوں نے سید صاحب کا دست چپ وراست بن کرتد ابیر یں کیں،اور انگریز کی پشت پناہی میں وہابیت کی اشاعت وتبلیغ کے لئے شب وروز ایک کردئے۔

ناموں کی تبدیلیاں

وہابی فرقہ جب ہندوستان میں انگریز کی مرہون منت قدم جما چکی تو چونکہ اس کا نام ،،وہابی،،مشہور ہو چکا تھا،اور ہر این وآں ان کی صورت سے واقف ہو چکے تھے،اس لئے کوئی ان کا دھرم اختیار کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا،بایں سبب انہوں نے کسی ایک نام پر اکتفاء نہیں کیا،اور مختلف نام بدل بدل کر لوگوں کے سامنے آئے،انہوں نے بہت سارے نام بدلے،ابتداً انگریز ی گورنمنٹ نے اس جماعت کا نام سرکاری دفاتر و کاغذات میں لفظ ،،وہابی،،ہی لکھا تھا،لیکن اولیں زعماء واساطین وہابیہ نے تقیہ کرکے پہلے اپنے آپ کو،، موحد،،کہلایا،پھر،،محمدی،،اس کے بعد سید احمد صاحب کی نسبت سے،،احمدی،،نام رکھا، پھر یہ نام بھی پسند خاطر نہ ہوا اور جماعت کا نام،غیر مقلدیت ،رکھا،لیکن بہر صورت عوام مسلمان انہیں وہابی ہی کہتا رہا۔۱۸۷۵ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے ملکہ وکٹوریہ سے اپنی جماعت کی سابقہ وفا داری اور نمک حلالی کا واسطہ دیکر گورنمنٹ کے دفتر سے لفظ ،،وہابی،،کو بدل کر،،اہل حدیث ،،نام رجسٹرڈ کروایا،غیر مقلد عالم عبدالمجید سوہدروی نے لکھا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے :اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی،لفظ وہابی

آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر وکاغذات سے منسوخ ہوااور جماعت کواہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ حاشیہ سیرت ثنائی ص ۳۵۲ مطبوعہ لاہور

ملک کی آزادی کے بعد انہیں یہ نام بھی پسند نہیں آیا،اورانہوں نے جماعت کا نام ،، سلفیت ،،رکھا،سلفیت میں چونکہ تقلید کی بو آتی ہے ،اورتقلید کو یہ قوم شرک قرار دیتی ہے،اسلئے اس نام کو کچھ زیادہ پذیرائی نہیں ملی،اس لئے اب،،جماعت مسلمین ،،کاپرفریب نام استعمال کرتے ہیں،ان کے گمراہیت کی سب سے بڑی روشن دلیل تو یہی ہے کہ تقریباً دو سو برسوں میں درجنوں نام بدلے اور آج تک کسی ایک نام پر انہیں استقامت اورقرار نصیب نہیں ہوا۔

ہندوستان میں وہابیت کی اشاعت

ہندوستان کی سرزمین میں اہل سنت اور شیعہ کے بعد یہ تیسرا ،،وہابی ،،فرقہ تھا،جوکہ انگریز کی مرہون منت یہاں پرقدم رکھا،جس کے اولیں قائدین میں سید احمد رائے بریلوی ،مولوی عبدالحئ بڈھانوی ،مولوی اسمٰعیل دہلوی۔سید صاحب ان دونوں مولوی صاحبان کے شاگرد تھے،چند دن پڑھے تھے،اس کی ازلی سادگی اوراحمق پنی نے ان دونوں اساتذہ کو مرید بنالیا،لیکن اس کے باوجودسید صاحب ان دونوں مولوی صاحبان کی ڈانٹ پھٹکار بھی سن لیا کرتے تھے،چونکہ ساری کاروائی اور جماعت کی قیادت ان دونوں مولوی صاحبان ہی کے دوش پر تھا۔

چنانچہ دونوں مولوی صاحبان نے ملکر سید صاحب کی شان میں ایک کتاب صراط مستقیم

ترتیب دی، جسے بغیر چھاپے خاص خاص لوگوں کو دیتے رہے، پھر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے رسوائے زمانہ کتاب، ،تقویۃ الایمان،، لکھی، جو کہ شیخ نجدی کی کتاب التوحید کا ہندوستانی زبان وماحول میں ترجمہ تھا، ان دونوں کتاب کے مضامین اور طرز تحریر میں یکسانیت ویگانگت پائی جاتی ہے، اس بات کا اقرار خود غیر مقلدین کے شہید لیلائے نجد مولوی احسان الٰہی ظہیر نے کیا ہے لکھتے ہیں۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان ایک دوسرے سے بہت حد تک مشابہ ہیں، اور دونوں ایک ہی طرز پر لکھی گئی ہے۔

حاشیہ بریلویت اور تکفیری فتوے: ص ۱۱

اور ایک مشہور وغیر جانب دار نقشبندی ومجددی بزرگ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی قدس سرہ نے لکھا ہے۔

تقویۃ الایمان نجدی کے رسالہ کا ترجمہ ہے، اور یہاں کے لوگ، اتباع وانصار مولانا اسمٰعیل کا کارنامہ بتاتے ہیں۔ مکاتیب ص ۹۴

آپ نے ان دونوں کتاب کے مضامین کا موازنہ ایک کتاب، ،تقویۃ الایمان اور مولوی اسمٰعیل،، میں کئے ہیں، اور ثابت کیا ہے کہ یہ مولوی صاحب کا کارنامہ ہے ہی نہیں بلکہ تقلیدی ترجمہ ہے۔

کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان کی فتنہ انگیزی

عربوں کے مذہبی وملی انتشار کے لئے شیخ نجدی نے کتاب التوحید لکھی تھی، اس کتاب سے خوب فتنہ برپا ہوئے، علمائے حرمین شریفین نے اس کی تردید میں بے انتہا کتابیں لکھیں، یہاں تک کہ خود شیخ نجدی کا بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے اس کے رد میں ،،صواعق الہیہ،، نامی کتاب لکھی، اس کتاب کی فتنہ انگیزی کا مقر خود نجدی سعودی سلطنت کے زعماء وا ساطین بھی ہیں، جیسا کہ غیر مقلد مولوی راشد حسن فضل حق مبارکپوری کے اس ریمارک سے روشن ہے۔

چنانچہ جب حاسدین ودشمنان اسلام (وزراء) نے اس مبارک علاقہ (یعنی نصاب تعلیم جس میں شیخ نجدی کی کتاب التوحید اور کشف الشبہات وغیرہ کتب شامل ہیں) پر حملہ کیا تو ان میں سے بعض نے وہاں کے نصاب تعلیم کو نشانہ بنایا کہ اس نصاب سے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے اور انتہا پسندی کا جذبہ ابھرتا ہے، جس سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے ۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب: حیات وخدمات ۔۔۔ص ۷۹

اس قرار واقعی حقیقت پر مبارکپوری صاحب نے ان وزرا مملکت پر جن الفاظ کے تیرو نشتر چلائے ہیں، ان سے مبارکپوری صاحب کی آل سعود سے انتہائی عقیدت ووابستگی کا جہاں پر تیور جھلکتا ہے، وہیں پر کتاب التوحید کی تعلیم کا اثر بھی نمایاں ہوتا ہے، لکھتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اگر ہم اپنے اصول ومبادی سے ذرا نیچے اتر کر اپنے تعلیمی نصاب کو تبدیل کرلیں، اور اپنے

عقیدہ سے عقیدہ ولا براء نکال دیں، تا کہ ہمارے دشمن کفار ومنافقین خوش ہوجائیں، تو وہ لوگ تو راضی نہ ہوسکیں گے، لیکن ہمارا رب ہم سے ناراض ہوجائے گا۔

حوالہ سابق ص ۷۰

دیکھ رہے ہیں آپ، نصاب تعلیم نہیں گویا کہ وحی الٰہی ہے، جس کے معترض کو کافر ومنافق قرار دیا جارہا ہے، اس نصاب کو پڑھنے والوں سے اور کیا امید رکھی جاسکتی ہے، لہذا جو فتنہ انگیزی کی خصوصیات کتاب التوحید میں تھیں، وہ تمام خصوصیات بلکہ اس سے دو چند تقویۃ الایمان میں بھی دُر آئی ہیں، کیونکہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے نقض امن کے مقصد بد لیکر اس کا ترجمہ کیا تھا، جیسا کہ خود اس کے اس بیان سے روشن ہے۔

میں نے یہ کتاب لکھی ہے، اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے، مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھدیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائیں گے۔

حکایات اولیاء ص ۹۸ مطبوعہ دیوبند ص ۶۷ مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق کراچی۔

چنانچہ تقویۃ الایمان کی انہیں فتنہ انگیزی کی خصوصیات کی بنا پر سب سے پہلے اس کتاب کو انگریزوں نے رائل اشیاٹک سوسائٹی بنگال سے چھپوا کر ملک میں مفت تقسیم کیا، تو واقعی مصنف کا اعتراف نقض امن کا اندیشہ سو فیصد درست نکلا، اور مسلمانوں کے صدیوں کا اتفاق واتحاد چند مہینے میں پاش پاش ہو کر رہ گیا، اس کتاب کے چھپنے کے بعد ہر مسلمان کا گھر میدان جنگ بن گیا، اس سے نہ صرف امت محمدیہ کا اتفاق میں دراڑ پڑا بلکہ خود وہابیت بھی

زمانہ کے لحاظ سے فرقوں میں بٹتے چلے گئے،اور آج اس وبا سے امت مسلمہ کے ساتھ وہبیائی فرقے بھی اس کی فتنہ پروری سے مبتلاء آلام ہیں،ایک دوسرے کو کافر ومشرک بنانے کی ہوڑ لگی ہوئی ہے،چنانچہ اس کتاب کی فتنہ انگیزیوں اور ہنگامہ آرائیوں کی بنیاد،، غلط فہمی،، پرمبنی قرار دینا حقیقت کو جھٹلانہیں سکتی،جیسا کہ وہابی مولوی غلام رسول مہر نے حقیقت سے چشم پوشی کرکے سیر چشمی دیکھائی ہے،لکھتے ہیں۔

اس کے خلاف غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے جو ہنگامے بپا ہوئے اور بپا کئے گئے وہ بھی غالبًا کسی دوسری کتاب کو پیش نہ آئے۔ مقدمہ تقویۃ الایمان ص ۱۵

مولوی مہر صاحب نے ،،اس کتاب سے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی ،،کا نام دیکر اس کی فتنہ انگیزیوں اور ہنگامہ بپائیوں پر پردہ ڈالنا چاہا،لیکن بدقسمتی سے اس کے خام خیالی کی تردید خود مصنف نے یہ کہہ کر کردیا تھا کہ،،اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی،، کتاب سے متعلق نقض امن کا اعتراف تو خود مصنف بیچارہ کرتے ہیں،لیکن ان کے مقلدین اعمی کو کتاب میں افراط وتفریط نظر نہیں آتی،مصنف تو مقر ہیں کہ کتاب میں افراط وتفریط کے سبب شورش اور ہنگامہ یقناً ہوگی،اور یہ بیچارہ شورش اور ہنگامہ آرائیوں کی بنیا دغلط فہمی پر قرار دے رہے ہیں،بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت سے بھی محروم ہو چکے ہیں،غرض اس کتاب سے امت میں جس مذہبی وملی شورش اور ہنگامے برپا ہوئے،اس سے ماقبل اور مابعد کسی کتاب کو یہ رتبہ نصیب نہ ہوئی۔

کیا تقویۃ الایمان کے ہوتے ہوئے اتحاد ممکن ہے؟

اگر یہ کتاب دوستوں کے مشورہ پرعمل کرتے ہوئے اصلاح کرکے چھاپی گئی ہوتی تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا،لیکن اس کوتو امت میں انتشار واختلاف پھیلانے ہی کے لئے لکھی گئی تھی،پھر اصلاح کیوں کرتے ،لہذا بغیر اصلاح کے کتاب چھپوادی ،اور جو کچھ ظہور پذیر ہوا وہ انگریزی اقتدار کومضبوط کرنے کے لئے کافی تھا،انگریزوں نے اس کی آتش فتنہ کوان کے مقلدین ائمی کے ذریعے کبھی سرد پڑنے نہیں دیا،شعلہ کوہمیشہ جوان رکھنے کے لئے اسلام اوراہل ایمان پر چوٹیں کرواتا رہا،کتاب کے مندراجات کووحی الٰہی کا درجہ دے دیا،دیوبندی مذہب کے بانی مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ جاری کردیا کہ اس کا رکھنا،پڑھنااوراس پرعمل کرنا عین اسلام ہےاور باعث ثواب ہفتوی ملاحظہ کیجئے۔

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہےاوررد شرک وبدعت میں لا جواب ہے،استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اوراحادیث سے ہیں،اس کارکھنااور پڑھنااورعمل کرنا عین اسلام ہے اوراجروثواب کاباعث ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۲

میں نے تو سنا تھا کہ علم عالموں کی گردن پرامانت ہے،لیکن علمائے وہابیہ نےتقویۃ الایمان کو عین اسلام قرار دیکر کہاں تک انصاف ودیانت سے کام لیا ،اس کا تجزیہ کرنا ہرمسلمان کی ایک ذمہ داری ہے،تاکہ حقیقت سے خودبھی واقف ہوں اور دوسروں کوبھی بتاکران کے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

قرآن کریم کورکھنااور پڑھانا عین اسلام نہیں ہے،بہت سارے غیرمسلم پنڈت اس کو

اپنے پاس رکھتے ،پڑھتے اور عمل کرتے ہیں،لیکن اسے کوئی مسلمان نہیں کہتا،اور بہت سے مسلمان ایسے ہیں جن کے گھر میں قرآن نہیں،اور نہ اسے وہ پڑھتا ہے،پھر بھی مسلمان ہے،پس قرآن کریم کو رکھنا اور اسے پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام نہیں مگر تقویۃ الایمان کا ان کے نزدیک رکھنا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے،اور اگر کسی نے اسے اپنے پاس نہیں رکھا تو وہ مسلمان نہیں ہے،حیرت ہے جب کہ خود اس کے لکھنے والے نے اعتراف کرلیا کہ اس میں افراط وتفریط ہوگئی ہے،،اس میں بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے،مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھدیا گیا ہے،ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی ،،یہ دیکھتے ہوئے ان کے مقلدین ائمی نے کتنی آسانی سے اس کتاب کو قرآن سے بڑھ کر درجہ دیکر آتش فتنہ کو مشتعل کیا،اور آج تک اسی موقوف پر ڈٹے ہوئے ہیں،اس لئے اس فتویٰ کو بعینہ تقویۃ الایمان میں منسلک کرکے سواصدی سے مسلسل آج تک چھاپتا آرہاہے،کیا ایسی صورت میں امت کی یہ منتشر ٹکڑیاں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتی ہیں قوم مسلم کو مذہبی وملی انتشارات واختلافات سے نجات مل سکتی ہے؟ہرگز نہیں،اور یہ اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب تقویۃ الایمان اور اس جیسی دوسری فتنہ انگیز کتابوں کو زیر زمین دفن کردیا جائے،اوراس کے لئے یہ لوگ ہرگز تیار نہیں ہونگے،کیوں کہ مسلمانوں کو مذہب کے نام پر بانٹنے کی وجہ سے ہی ان کو سعودیہ کی وہابی حکومت جو پیٹروڈالر دیتا ہے،وہ بند ہوجائیں گے،اوراگر بند ہوگیا تو گھر کا چولہا بھی فاقہ کشی کا شکار ہوجائے گا۔

وہابیت فرقہ بندیوں کا سرچشمہ

وہابیت انسان کو مذہب کی قید سے آزاد کردیتا ہے، اوراس سے مطلق العنانی کا داعیہ دل میں پیدا ہوجاتی ہے، اس وقت آدمی کسی کا بھی نہیں سنتا نہ خدا کی نہ اس کے رسول ﷺ کی، بس اس پر اپنی بات منوانے کا دھن سوار ہوجاتا ہے، مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنا تجربہ لکھا ہے۔

عقائد وفکر کی توسیع کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ تقلید کی بندش سے پاؤں آزاد ہوں، وہابیت اس زنجیر کو توڑتی ہے، اب اگر اس کے بعد آزادی فکر، بےقیدی و مطلق العنانی کی صورت اختیار کرلے تو بلاشبہ یہ نہایت مضر صورتیں بھی اختیار کرسکتی ہے۔

آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ص ۲۴۰

یہی فکری آوارگی بےقیدی اور مطلق العنانی کی کارفرمائی تھی کہ غیر مقلدین تھوڑی تھوڑی مدت بعد اپنی جماعت کا نام بدلتے رہے، اور آج تک یہ صورت حال باقی ہے، چنانچہ اسی فکری آوارگی بےقیدی اور مطلق العنانی ہی کی کارفرمائی تھی، کہ ہندوستان میں وہابیت کے قدم جمانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحئی کے درمیان جب سرحد میں تقلید اور عدم تقلید کے موضوع پر مباحثہ چھیڑ گیا تو مولوی اسمٰعیل کے پیچھے نماز پڑھنے والے عدم تقلید کے قائل ہوگئے، نماز میں رفع یدین کرنے لگے۔اور مولوی عبدالحئی کے پیچھے نماز پڑھنے والے تقلید ائمہ کے قائل تھے،، گویا کہ اس مباحثہ نے جماعت کو دوگروہ میں بانٹ دیا، عدم تقلید کے قائلین فی زماننا اہل حدیث غیر مقلدین کے نام سے معروف ہے

،اور مولوی عبدالحئی کے متبعین بعد میں اپنی جماعت کی شناخت ،، دیوبندیت ،، کے نام سے بنائی، یہی تاریخی حقیقت ہے کہ دیوبندیت اسی وہابیت کی پیداوار ہے، بلکہ آپ دیکھیں گے کہ وہابیت فرقہ بندیوں کا سرچشمہ ہے ،اس نے بہت ہی تھوڑی مدت میں درجن بھر فرقوں کواپنے بطن سے جنم دے دیا، دیوبندی مولوی محمد سعیدالرحمٰن پاکستانی نے لکھا ہے۔

دعویٰ تو اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت ،انکار حدیث ،قادیانیت سمیت اکثر وبیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے۔

تقدیم اہل حدیث اور انگریز ص ٦

دیوبندیت بھی وہابی غیر مقلدیت ہی کی پیداوار ہے، لیکن مولوی صاحب نے اس کا نام لئے بغیر ،، اکثر وبیشتر ،، کہکر اپنادامن چھڑالیا ،اس کے ثبوت میں سر دست دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں، غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر لکھتے ہیں۔

وہ جماعت (غیر مقلدیت) جس کی کاوش وکوشش سے موجودہ دیوبندیت مکتب فکر کی تکوین (پیدائش) کاباعث بنی اور جس نے ہندوپاک کے احناف کے مسلک ومذہب (دیوبندیت ومودودیت) کوجلا بخشی ،اوراس میں نکھار پیدا کیا، آنے والا مؤرخ اس بات کی گواہی دے گا کہ اگر متحدہ ہندوستان میں اہل حدیث نہ ہوتے تو یہاں حنفیت بریلویت کے حدود سے باہر نہ نکل سکتی ،اس لحاظ سے دیوبندیت رہین منت ہے اہل حدیث کی۔ اہل حدیث پر احباب دیوبند کی کرم فرمائیاں ص ٨٤

اور یہ ثبوت ایک غیر جانب داردانشور شخص کی ہے، یعنی شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال

مرحوم فرماتے ہیں۔

قادیان،،اور،،دیوبند،،اگر چہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے،اور دونوں اس تحریک کے پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔

اقبال کے حضور ص ۲۶۷ از سید نذیر نیازی

لہذا غیر مقلدیت ،نیچریت ،منکر حدیث ،قادیانیت ،دیوبندیت ،مودودیت ،وغیرہ سب کے سب وہابیائی فرقے مزخرفے ہیں، جو کہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں انگریز کے اشارۂ چشم وابرو سے پیدا ہوئے ،ان فرقوں کے عقائد ومقاصد متحد ہیں،البتہ اعمال میں قدر اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے،جیسا کہ دیوبندیت کے بانی مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں،ان کے عقائد عمدہ تھے،مذہب ان کا حنبلی تھا،البتہ مزاج میں شدت تھی،مگر وہ اوران کے مقتدی اچھے ہیں،ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی،شافعی،مالکی حنبلی کا سا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶

اگر چہ وہابیہ علٰحدہ علٰحدہ پلیٹ فارم میں بٹے ہوئے ہیں،اور اعمال حنفی ،شافعیوں کا اختیار کئے ہوئے ہیں،لیکن ان کے عقائد ومقاصد ایک ہیں،نجد عرب کی وہابیت کا اگر چہ کوئی انکار کردے مگر ہندوستان میں وہابی وہ لوگ ہیں جو مولوی اسمٰعیل اور سید احمد رائے بریلوی کی اتباع کرتے ہیں،جیسا کہ غیر مقلد عالم مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے۔

سید صاحب کے ماننے والے اوران کے مسلک کے مطابق جہاد واصلاح کا ولولہ رکھنے
والے اہل حدیث طبقہ میں محدود نہیں، اہل دیوبند جو پکے حنفی ہیں، کا ایک اچھا خاصہ طبقہ سید
شہید کے مسلک پر چلنا اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتا ہے، اہل دیوبند اور جماعت اہل
حدیث کے علاوہ بھی سمجھ دار مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد (مودودیت اور ندویت) سید
صاحب اور مولانا اسمٰعیل شہید کے مشرب ومسلک کو عین اسلام تصور کرتی ہے، یہ تمام طبقے
عرف عام کے مطابق،، وہابی، فہرست میں آتے ہیں۔

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۲۱

لہذا سید احمد رائے بریلوی، مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحئی یہ تینوں ہی ہندوستانی
وہبیائی مقلد اور غیر مقلد فرقوں کے تسلیم شدہ قائدو پیشوا ہیں، اور یہاں پر انہیں کے متبعین کو
وہابی کہتے ہیں، چنانچہ اس تفصیل کے بعد اب حاجت باقی نہیں رہتی کہ ہر فرقوں کا افرادی
طور پر جائزہ لیا جائے، اور نہ ہی یہ مختصر کتابچہ ان مضامین کا حامل ہے، کیوں کہ ان میں سے
ہر ایک فرقہ کی تفصیل کے لئے ایک ایک دفتر چاہیئے، بس دانش منداں را اشارہ کافی است۔

وہبیائی مذاہب کے چند متفقہ عقائد

مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب ہندوستان کی تمام وہبیائی مذاہب، دیوبندی، قادیانی
، غیر مقلد، مودودی اور منکر حدیث فرقوں کے مسلّم پیشوا ہیں، اور ان کی کتاب،، تفویۃ
الایمان،، کا رکھنا ان کے نزدیک،، عین اسلام وایمان،، ہے، مذکورۃ الصدر تمام فرقوں کے
عالم وجود میں آنے کا سبب کتاب، تقویۃ الایمان،، ہی، اس لحاظ سے انہیں تقویۃ الایمانی

مذاہب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ سبھی فرقے والے اس کتاب کو اپنی ہی کتاب سمجھتے ہیں، اس بات کی ثبوت کے لئے امام خاں نوشہروی غیر مقلد کا عندیہ ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں۔

یہ تقویۃ الایمان ہے، جس کے ابواب توحید وفصول اتباع سنت نے بے شمار۔۔۔انسانوں کو پرستار خدائے واحد اور متبع سنت نبی خیر الوریٰ بنا دیا، جس کے سادہ الفاظ اور اعلیٰ معانی نے عاملین بالحدیث وحاملان تقلید سب کو اپنا گرویدہ کر رکھا ہے، کہ ان میں سے ہر ایک تقویۃ الایمان کو اپنا سمجھے بیٹھا ہے، اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ مذہبی کتابوں میں سب سے زیادہ اشاعت ہندوستان میں اسی کتاب کو نصیب ہوئی، اور جماعت اہل حدیث کے مخیّر اصحاب تو ہزاروں کی تعداد میں اسے مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول ص ۹۳

لہٰذا مولوی اسمٰعیل کے متبعین کا اس کتاب کے حوالوں سے اعراض کرنا، یا ان کے کسی حوالے کا انکار کرنا خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مذہب کا خون کرنا ہوگا، چنانچہ اسی کتاب سے ان کے چند گستاخانہ اور کفری عبارات جو انہوں نے توحید کی آڑ میں کی ہے، ہدیہ بصارت فرما لیجئے۔

(۱) ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (معاذ اللہ) ص ۲۰

(۲) سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیئے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ ص ۲۹

(۳)اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کرڈالے۔ص ۴۴

(۴) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ص ۵۹

(۴)اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ص ۸۱

(۵)اولیاء وانبیاء امام وامام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم کیا ہے، ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ص ۸۷

(۶) اشرف المخلوقات محمد ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ص ۸۲

(۷)(ایک جھوٹی حدیث گڑھ کر رسول اکرم ﷺ سے منسوب کردی) میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ص ۹۳

کفر گری اور شرک سازی میں ایک ایسی بات بھی لکھ دی جس کی زد سے وہ بھی نہیں بچ پائے، لکھتے ہیں۔

(۸) آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا، (یعنی وہ ہوا چل گئی۔)ص ۶۴

(یعنی وہ ہوا چل گئی، اور اب دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہا، معاذ اللہ سب کافر ہو گئے، اس

بات کی ہزار تاویل کی جائے مگر خود وہابی علماء بھی اس کی زد سے نہیں بچ سکتے ۔)

لہٰذا وہابیہ کے یہ وہ متفقہ چند عقائد بیان کیا گیا، جن کو وہابیہ کے نزدیک عین اسلام ہیں، جب کہ یہ سب اقوال خبیثہ صریح اہانت اور کفر پر مشتمل ہیں، جب کہ ایمان نام ہے آقائے دوجہاں ﷺ کو بسر وچشم تسلیم کرنے کا، ان کے ادب واحترام کا، اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے کا، حاصل یہ ہے کہ ایمان کی جان آقائے دوجہاں ﷺ ہیں، ان کی شان میں گستاخی کرنے والا کبھی مسلمان ہی نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ واجب القتل ہے، یہی عقیدہ معیار حق وہدایت صحابہ کرام تابعین عظام کا تھا اور یہی عقیدہ ہم اہل سنت کا ہے۔

قارئین باتمکین : کیا ایسا فرقہ کبھی مسلمان ہوسکتا ہے، جو اس طرح کے گستاخانہ عقائد رکھے، ہرگز نہیں؟ جس دھرم اور گرنتھ میں نبی ﷺ کی تعظیم شرک ہو، جس کا مرتبہ بڑے بھائی، اور گاؤں کے چودھری سے زیادہ نہ ہو، جس کا مرتبہ تنکہ اور ذرۂ ناچیز سے بھی کم درجہ کا ہو، وہ مذہب شیطانی تو ہوسکتا ہے، رحمانی ہرگز نہیں۔

کیا تعظیم نبی شرک ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

:لتؤمن بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه ط وتسبحوه بكرة واصيلا۔

سورہ فتح آیہ ۹

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ کنزالایمان

مسلمانوں ! نفیس آیہ کریمہ کی ترتیب جمیل تو دیکھو،اللہ جل شانہ مجدہ الکریم نے پہلے،،ایمان،،کو رکھا،اور آخر میں اپنی عبادت کا حکم فرمایا، درمیان میں اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم رکھی، پتہ چلا کہ اس درمیانی کڑی یعنی نبی کی تعظیم وتوقیر کا تعلق ایمان سے بھی ہے اور عبادت سے بھی ،اگر مؤدب ہے ،تو ایمان سلامت ہے اور عبادت بھی مقبول ،اور اگر یہ کڑی درمیان ہی سے ہٹ جائے تو سارا کیا دھرا چوپٹ ہو جائے گا،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یآیھا الذین امنوا لاترفعوٓا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

حجرات آیت نمبر ۲

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہ تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ کنزالایمان

لہذا اس دربار گہربار کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اپنی آخرت بھی تباہ کر لیتا ہے۔ پس سید عالم وعالمیان ﷺ کا وہ دربار دربار ہے، جہاں پر فرشتے بھی پر نہیں مارتے ،باادب حاضر ہوتے ہیں ،کیوں کہ اس دربار کا قانون ،،قانون الٰہی ،،ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام **علیھم المغفرۃ والرضوان** نے ہر مقام پر ادب کو ملحوظ رکھا، اور تعظیم وتوقیر کا کوئی بھی دقیقہ اٹھا نہ رکھا،ان کے ادب واحترام کا حال دیکھنا ہو تو قرآن واحادیث کا مطالعہ کرو،ایمان ویقین کی کلیاں کھل اٹھیں گی،دل کی کائنات روشن

اور پرنور ہو جائے گی ،صدا بہارلا ہوتی نغموں سے روح جھوم اٹھے گی۔

لیکن چودہویں صدی میں کچھ بدنصیب لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں ،جو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کوشرک سے تعبیر کرتے ہیں،یہ کوئی اڑی اڑائی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے،رئیس وہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم کے ص ۱۱۸پر لکھا ہے۔

زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں،اپنی ہمت (خیال) کولگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے،کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے،اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے،اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

لاالـہ الا اللـہ:قسم ہے رب ذوالجلال کی!دل کی کائنات اگر ایمان کی رمق سے خالی نہ ہوگئی ہو،تو بتایئے کہ اس خبیث عبارت میں شرک کے بہانے ،،تعظیم نبی،، سے کیا روکا نہیں گیا ہے؟ حالانکہ نماز میں نبی اکرم ﷺ کا خیال آجائے تو بے شک نماز ہوجائے گی، بلکہ حالت نماز میں نبی ﷺ اگر بلائے تو جس حال میں بھی رہے ،خواہ رکوع میں ہو یا سجود میں نماز موقوف کرکے حاضر بارگاہ ہوں،اور نبی اکرم ﷺ جو حکم دیں اس کی تعمیل وبجا آوری کے بعد پھر آکر اپنی بقیہ نماز جہاں پر سے چھوڑی تھی شروع کردے،یہی نورانی عقیدہ صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم المغفرۃ والرضوان ائمہ متبوعین علماء ومشائخ اہل سنت

ارحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے۔

مگر وہابیہ نابکار کی نماز میں جان ایمان ﷺ کا خیال آجائے تو شرک ہو جاتا ہے، آیا تھا نماز پڑھ کر اللہ کو راضی کرنے، مگر شیطان نے ایسا شوشہ نکالا کہ نماز پڑھنے والوں کو مشرک بنا دیا۔ جو کبھی بخشے نہیں جاتے، ان الشرک لظلم عظیم۔ بے شرک ظلم عظیم ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالی ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرمادے گا، شرک کو نہیں بخشے گا، اس لئے متبع مولوی اسمعیل کو چاہئے کہ شرک و بدعت سے بچنے کے لئے جس طرح نذر و نیاز اعراس بزرگان دین وغیرہ کا انکار کیا ہے، اسی طرح نماز کا بھی انکار کر دے۔ لاحول ولاقوۃ

وہابیت کی گمراہیت: تجربے کی روشنی میں

غرض وہابیت اور وہبیائی فرقے سب کے سب گمراہ اور گمراہ گر ہیں، ان کی گمراہی احادیث، تاریخ، اور تجربے سے ثابت ہیں، تجربہ کار علماؤں نے تجربے کی روشنی میں اس کی گمراہیت کو طشت از بام بھی کئے ہیں، مولانا ابوالکلام آزاد کو کون نہیں جانتا، وہابیوں کا دعوی ہے کہ ہم کسی امام کو نہیں مانتے، ہمارا امام صرف رسول اکرم ﷺ ہیں، لیکن ہندوستان کے وہابیہ امام الہند کا درجہ جناب مولوی ابوالکلام آزاد صاحب کو دیتے ہیں، لہذا وہابیت کے تیئں انہیں کا تجربہ ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں۔

والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت، پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل، جو الحاد قطعی کی ہے، اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے، اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے، لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ

تیسری منزل الحاد ہے،اورٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا۔سرسید مرحوم کوبھی پہلی منزل وہابیت ہی کی پیش آئی تھی۔ آزادی کہانی خودآزادکی زبانی ص ۲۴۰

مولانا ابولکلام آزاد نے ایک تجربے سے کہا کہ وہابیت گمراہیت کا پہلا زینہ ہے،پھر جیسے جیسے وہابیت دل میں راسخ ہوتا جائے گا،گمراہیت میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا،اب آیئے ایک اورغیر مقلدمولوی مولانا محمد حسین بٹالوی کا تجربہ ملاحظہ کیجئے،اس نے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ میں لکھتا ہے۔

کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جولوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کی تارک بن جاتی ہیں وہ آخراسلام کوسلام کر بیٹھتے ہیں،ان میں بعض عیسائی ہوجاتے ہیں اوربعض لامذہب،جوکسی دین ومذہب کے پابندنہیں رہتے اوراحکام شریعہ سے فسق وخروج تو اس آزادی کاادنی نتیجہ ہے۔

بحوالہ سبیل الرشاد۔ص ۱۷،ازمولوی رشید احمد گنگوہی

دیکھا آپ نے وہابیت قبول کرنے کانتیجہ،آخرمیں وہابی کاایمان کس طرح ڈنواڈول ہوجاتا ہے،جوتھوڑی سی مسموم ہوا چلے گی تو مذہب بھی بدل لیتا ہے،صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ایمان واسلام ہی سے ہاتھ دھوبیٹھتا ہے میری باتوں سے نہیں توکم ازکم اپنے برگوں کی تونصیحت سے پہلوتہی نہ کیجئے،اوردامن اہل سنت میں پناہ گزیں ہوجایئے۔

آمدم برسر مطلب

اب تک کی معلومات آپ کووہابی اوروہبیائی مذاہب سے متعلق دعوت فکر دے رہی تھی،

اب آیئے مطلب کی طرف عنان قلم کا رخ موڑتے ہیں، اور سب سے پہلے اپنے منہ میاں میٹھو، ،مجتہد،، صاحب کی جہالت کا پردہ چاک کرتے ہیں، چنانچہ دعویٰ تو مجتہد ہونے کا ہے، لیکن وہ شرائط اجتہاد سے قطعاًنا واقف ہیں، چند احادیث رٹ لینے سے کوئی مجتہد نہیں بن جاتا، اور نہ ہی مجتہد بنا بچوں کا کھیل ہے، اس کے لئے قرآن وحدیث کو سمجھنا ہوگا، اور اسے سمجھنے کے لئے لغت، علم لغت، قواعد صرف ونحو، علم معانی، بیان، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ علوم وفنون پر استحضار ضروری ہے، اور جیسا کہ غیر مقلد عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری نے قرآن کریم کے سمجھنے میں معاون چند علوم کے نام لکھے ہیں۔

قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لئے علم لغت قواعد صرف ونحو، علم معانی، بیان، اصول فقہ وغیرہ ذریعے ہیں، جو مسئلہ قرآن وحدیث کے بطریق مذکورہ ہماری سمجھ ناقص میں نہ مل سکے تو جس مسئلہ پر تمام امت کا اجماع ہوگا وہ قابل عمل ہے اور جو مسئلہ اس طرح بھی نہ مل سکے۔ اس میں کسی مجتہد کا قیاس (بشرائط اصول فقہ) قابل عمل ہوگا۔ اہل حدیث کا مذہب، ص ۵۸

مجتہد صاحب اقتباس میں مذکور علوم پر مہارت تو دور کی بات ہے کبھی آپ نے ان علوم کے نام بھی سنے ہیں؟ مجھے یقین ہے کہ آنجناب کے کان ان اسماء علوم سے آشنا نہیں ہوئے، چہ جائے کہ ان کے الف با سے واقف ہوں، اور اگر معلوم ہوتا تو قطعی طور پر مجتہد ہونے کا دعویٰ نہ کرتے، ظاہر ہے کسی بھی ملک کا صدر اسی وقت صدر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جب اس کے پاس صدارت کی کرسی ہو، اور ایک نااہل شخص اگر صدر مملکت ہونے کا دعویٰ

کرے ،لوگ انہیں یقیناً پاگل خبط الحواس ہی کہیں گے ،نہ کہ دانا بینا عقل مند ،اور میں جانتا ہوں آپ کو خیالی مجتہد بنا کر غیر مقلدین نے بے وقوف بنایا ہے۔

غیر مقلدوں کے مدرسے میں محض تین سال تحصیل علم کیا ،اور اسی دوران چند احادیث کیا رٹ لی ،اسے ،،مجتہد،، ہونے کی ڈگری دے دی ،اور یہ جناب بھی اس وہم میں مبتلا ہو گئے ،اس لئے اپنے منہ میاں میٹھو ،،مجتہد،، ہونے کا بھی دعویٰ کیا کرتے ہیں ،آنجناب کی علمی لیاقت ہی کتنی ہیں ،حفظ قرآن کریم ،اور چند رٹی رٹائی احادیث ،عربی میں عبارت خوانی صفر ،اردو خوانی ،املانویسی اور خوشخطی سے ابتدائیہ کا بچہ بھی شرمسار ہو جائے ،اس پر طرہ یہ کہ اصل متن کی بجائے ترجمہ خواں ہے۔علمی فسانے کا ہے یہ حال ،لکھا ہے مرغی سمجھتا ہے دال۔

اگر آپ واقعی حق کی تلاش میں ہے تو اس حقیر کا ایک مشورہ سن لیجئے ،سب سے پہلے آپ کو وہابیت سے توبہ کرنی ہوگی ، کیونکہ آپ ہر بات کو وہابیت کی عینک سے دیکھتے ہیں ،اور تجربے کار علماء کا کہنا ہے کہ وہابیت گمراہی کی پہلی سیڑھی ہے ،اور جب انسان پہلی ہی سیڑھی میں راسخ ہو جاتا ہے تو پھر ان کی گمراہیت میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔

آپ کے چند اعتراضات حنفی مذہب اور اس کے متبعین پر ہیں ،انہیں پیش کرتا ہوں ،اس لئے نہیں کہ آپ کے دل کی تالیف ہو جائے ، بلکہ اس لئے کہ عوام خبردار ہو جائے ،اور آپ کے گمراہ کن اقوال سے ہوشیار ہو جائے۔

مجتہد صاحب کے نزدیک اصول دین دو ہے

اہل سنت کے نزدیک دین کی بنیاد چار باتوں پر ہیں ،قرآن ،حدیث ،اجماع امت اور

قیاس، کسی بھی مسائل کے استخراج واستنباط کے لئے قرآن کریم مقدم سمجھا جاتا ہے، پھر حدیث رسول، بعدازیں علی الترتیب اجماع امت وقیاس پر عمل کیا جاتا ہے، لیکن وہابیہ غیر مقلدین اس بابت دو فریق میں بٹے ہوئے ہیں، ایک طبقہ تو اہل سنت کی ہم نوائی میں اصول دین کو چار ہی تسلیم کرتے ہیں، جیسا کہ ابتدائی دور کے بعض رہنمایان غیر مقلدین کا موقوف تھا، مثلاً غیر مقلد عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے۔

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع امت (۴) قیاس مجتہد۔ سب سے مقدم قرآن شریف ہے پھر علی السبیل المراتب۔

اہل حدیث کا مذہب، ص ۵۸

لیکن متشدد وہابیہ علم وعقل کی قلت کے سبب چار میں سے دو اجماع امت اور قیاس کا نہایت شدت سے انکار ہی نہیں کرتے بلکہ انہیں شرک کی بنیاد قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک دین میں اجماع امت اور قیاس کی رتی بھر بھی گنجائش نہیں ہے، ہمارے مجتہد صاحب بھی چار کی بجائے دو اصول کے قائل ہیں، اور دیگر وہابیہ غیر مقلدین کی طرح شاعرانہ موشگافیاں بھی کرتے ہیں۔

اہل حدیث کے دو اصول　　　　اطیعوا اللہ واطعو الرسول

اس شعر کی روشنی میں آپ ہمارے مجتہد صاحب کے مذہب کو بآسانی دیکھ سکتے ہیں، جو اجماع امت اور قیاسی مسائل پر عمل آوری کو بدعت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال سمجھتے ہیں۔

حنفی مذہب پر اعتراض

مجتہد صاحب نے اب تک گاؤں اور اس کے اطراف میں جن گمراہ کن عقائد وافکار وہابیہ سے ماحول کو متعفن کیا، اس میں عطر پاشی ضروری ہے، اس لئے ان کے چند موٹی موٹی بے سروپا اعتراضات کے تسلی بخش جوابات مرقوم کیا جانا بھی ضروری ہے۔

جناب کا ایک شرمناک مغالطہ یہ ہے، کہ اہل حدیث فرقہ ہی در اصل اہل سنت ہے، جو ابتدائے اسلام سے آج تک موجود ہے، میں اسی فرقہ کا تابعدار ہوں، ثبوت میں آپ پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین دکھاتے ہیں، جن کے الفاظ یہ ہے۔

اہل بدعت کی بعض نشانیاں ہیں جن سے وہ جانے جا سکتے ہیں، وہ حدیث کی تحقیر کرتے ہیں، زندیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو جھوٹا کہتا ہے، فرقہ قدریہ اہل حدیث کو مجبرہ کہتے ہیں، جہمیہ اہل حدیث کو مشبہ کہتے ہیں، رافضی اہل حدیث کو ناصبیہ کہتے ہیں، یہ سب ایسی باتیں اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں اہل حدیث سے دشمنی اور تعصب ہے، اہل سنت کا صرف ایک ہی نام ہے یعنی اہل حدیث، اس کے علاوہ اور کوئی نام نہیں۔ (ص ۱۸۶)

شبہ کا ازالہ: اس عبارت کو غیر مقلدیت کی حقانیت کیلئے دلیل بنانا کہاں تک درست ہے، جب تک فرقہ اہل حدیث غیر مقلدیت کا تاریخی طور پر جائزہ نہ لیا جائے، تو اس وقت تک پتہ نہیں چلتا کہ یہ حقیقت ہے یا فسانہ، دجل وفریب ہے یا اخلاص وللٰہیت کا

ترانہ۔اس لئے پہلے غیر مقلدیت ولادت پرحرف چند ملاحظہ فرمالیجئے۔

نام نہاد اہل حدیث کی تاریخ پیدائش

گزشتہ اوراق میں وہابیت کی تاریخ پیدائش پر کافی روشنی ڈالی جاچکی ہے،تاہم یہاں پرنہایت اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمالیجئے،کہ ہندوستان میں وہابیت کا پودا1823ء میں انگریزوں نے نجدعرب سے لایا،اوراس کی باگ ڈور مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی عبدالحئی اور سید احمد رائے بریلوی کے ہاتھوں میں تھمادی،اس وقت جماعت کا نام سرکاری دفاتر وکاغذات میں لفظ ،،وہابی،،ہی لکھا جاتا تھا،اس نے مختصر مدت میں بہت سارے نام بدلے،یہاں تک کہ ۱۸۷۵ءمیں غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے ملکہ وکٹوریہ سے اپنی جماعت کی سابقہ وفاداری ونمک حلالی کا واسطہ دیکر لفظ وہابی کومنسوخ کرایا تھا،اور جماعت کا نام بدل کر،،اہل حدیث،،رکھا،جیسا کہ خود غیر مقلد عالم عبدالمجید سوہدروی نے لکھا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے :اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی،لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر وکاغذات سے منسوخ ہوااور جماعت کواہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ حاشیہ سیرت ثنائی ص۳۷۲ مطبوعہ لاہور

غرض وہابیت بنام خانوادۂ یہودیت انسویں صدی کے ابتداء کی پیداوار ہے،جیسا کہ مذکورہ بالا اقتباس سے روشن ہے۔

غیر مقلدیت کی تاریخ پیدائش معلوم کرنے کے بعد اب آیئے حضور شیخ سیدنا عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب سے ان غیر مقلدین کا ثبوت پیش کرنا، انصاف پسندی ہے یا دجل وفریب کا شاخسانہ۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائی، گویا کہ آپ نے اس کتاب کو چھٹی صدی ہجری میں تصنیف فرمائی تھی، اور وہابیہ غیر مقلدین کی پیدائش اٹھارہوں صدی عیسوی یعنی تیرہویں صدی ھجری میں ہوئی، ایسی صورت میں اپنی پیدائش سے قبل کے کتاب کو اپنی جماعت کی حقانیت کے لئے دلیل پکڑنا۔۔۔۔دجل وفریب نہیں تو کہاں کا انصاف ہے۔

اصل عبارت کا مصداق

اب آیئے کتاب غنیۃ الطالبین کی اصل عبارت کی طرف، اس کا اصل مصداق کون ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم آپ کی طرح مجتہد نہیں ہیں کہ ترجمہ دیکھ کر آپ سے لڑائی کریں، پہلے اصل عبارت چشم بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں، کیوں کہ جو اسرار ورموز اصلی عبارتوں سے مستفاد ہوتے ہیں وہ ترجمے سے کہاں حاصل، اور کبھی کبھی مصنف کی منشاء تک مترجم کی رسائی نہیں ہو پاتی ہے، جس سے مصنف کے منشاء کے خلاف ترجمہ واقع ہو جاتا ہے، اور معنی کچھ سے کچھ پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے ترجمہ سے دلیل پکڑنا جگ ہنسائی نہیں تو اور کیا ہے۔بہر حال اصلی عبارت ملاحظہ کیجئے ۔

واعلم انّ لاهل البدع علامات يعرفون بهابعلامة اهل البدعة الوقيعة في اهل الاثر وعلامة الزنادقة تسميتهم اهل الاثر مجبرة الحشوية ويريدون

ابطال الاثار وعلامة القدرية تسميتهم اهل الاثر مجبرة وعلامة الجهمية تسميتهم اهل السنة مشبهة وعلامة الرافضية تسميتهم اهل الاثر ناصبية وكل ذلک عضبة وغياظ لاهل السنة ولااسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث۔ص ۱۹۸

قارئین باتمکین: اس عبارت میں اہل سنت ہی کو اہل اثر اصحاب حدیث کے لقب سے یاد کیا ہے، نہ کہ غیر مقلدین وہابی نام نہاد اہل حدیث فرقہ خبیثہ کا، جس کی پیدائش کے دو دو چار دن نہیں ہوئے ،اور صدیوں پہلے کی تحریرات سے اپنی صداقت منوانے چلے ہیں ،کیا غیر مقلدین کا اہل حدیث نام رکھ لینے سے اس کی عمر بھی بڑھ گئی کہ اس کتاب کو دلیل بنانے چل دیے ،کیا اس کتاب کو دلیل بنانا فراڈ نہیں ہے، دجل و فریب نہیں ہے؟ انصاف قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

اعتراض دوم: آپ نے حنفی مذہب اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نشتر زنی کرتے ہوئے کہا کہ یہ دیکھئے فرقوں کی فہرست، بہتر ۷۲ فرقوں میں سے ایک فرقہ مرجیہ ہے، اور اس کی بارہ شاخیں ہیں، جن میں سے ایک شاخ کا نام ،،حنفیہ، ہے، صفحہ ۲۰۴ کا ترجمہ یہ ہے۔

،،ایک فرقہ کا نام حنفیہ ہے، یہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے منسوب ہے۔

اعتراض کا جواب: ہمارے مجتہد صاحب نے اس اعتراض کو جس وقت اٹھایا تھا، اس وقت یہ کتاب میرے پاس نہیں تھی ،اسی لئے کتاب کو ان سے عاریتاً لے لی، اللہ نے فضل

فرمایا،اوراسی کتاب کے سرسری مطالعہ نے اس اعتراض کی حقیقت مجھ پر منکشف فرمادی،اورمحض چاردن بعدا سے تین طرح کے جوابات اسی کتاب سے دیکرمنہ بند کیا۔

چنانچہ اس کتاب کو لکھے ہوئے تقریباً نوسو سال کا طویل عرصہ بیت گیا،جب تک یہ کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی رہی کسی نے اس کو حنفیہ اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گمراہیت کی دلیل نہیں بنائی،مگر جب ہندوپاک میں وہابیوں نے اپنے منحوس قدم رکھا،اور اہل سنت کے قدیم کتابوں میں تحریفات کا سلسلہ شروع کیا تو یہ کتاب بھی مشق ستم بنی،اور اس میں حذف واضافہ کرکے اپنے مذہب کے مطابق کرلیا،اس مقام پر بھی انہوں نے معنوی تحریف کیں،جس کی تائد خود کتاب مذکور کے متعدد مقامات کی عبارات سے ہوتی ہیں۔

پہلا جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگر امام اعظم رضی اللہ عنہ کو گمراہ اور بدعتی تھے،تو پھر کیوں اپنی اسی کتاب میں دوسری جگہ،،امام اعظم،،کے محترم نام سے یاد کیا؟اور اس کے مذہب پرعمل کرنے والوں پراعتراض کرنے سے منع فرمایا؟۔(دیکھئے صفحہ نمبر ۱۴۹۔۵۳۵)

دوسرا جواب :۔ اصول حدیث میں اس بات پر محدثین بڑی سختی سے پابند تھے کہ اہل بدعت کے بیان کردہ احادیث سے اجتناب کیا جائے،اگر حنفیہ گمراہ تھے،تو اصحاب صحاح ستہ ان کی روایات کردہ احادیث کو اپنی اپنی صحیح میں جگہ کیوں دی؟اور خود حضور غوث الاعظم

رضی اللہ عنہ نے اسی کتاب کے متعدد مقامات پر ان احادیث کو نقل فرمایا جن کے راوی مشہور ومعروف حنفی محدثین کرام ہیں؟ مثلاً امام وکیع ،ان کی بابت حدائق حنفیہ میں لکھا ہوا ہے۔ آپ تبع تابعین میں سے تھے،اور امام شافعی واحمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے استاذ تھے،امام اعظم کے شاگرد تھے اور امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دیتے تھے،ان کی روایت کردہ حدیث جہاں پر ائمہ صحاح ستہ نے لیں وہیں پر حضور غوث الاعظم نے بھی غنیۃ الطالبین میں نقل فرمائی۔(ماُخوذ از حدائق حنفیہ)

اسی طرح قاضی محمد بن عبداللہ حنفی جو امام صاحب کے اجل شاگردوں میں سے تھے،حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی روایات بھی اسی کتاب میں نقل فرمائی،نہ صرف آپ نے بلکہ ائمہ صحاح ستہ نے بھی آپ سے روایات لیں،ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حنفی محدثین کی روایات متعدد اسنادات سے منقول ہیں۔

لہذا اگر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ واقعی امام اعظم اور ان کے مقلدین کو گمراہ قرار دیئے ہیں تو ان کی روایات ہرگز نہ ائمہ صحاح ستہ لیتے اور نہ آپ خود ان روایات کو لکھتے،کیوں کہ اہل بدعت سے روایات لینا محدثین کرام جائز نہیں رکھتے تھے۔

تیسرا جواب:۔اسی کتاب میں آپ نے تصوف وسلوک کا ایک باب قائم فرمایا ہے،جس میں حنفی اولیاء اللہ ومشائخ مثل حضرت ابراہیم ادھم،فضیل بن عیاض،امام حفص،حاتم اصم اور بایزید بسطامی رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی کے ساتھ ان کے اقوال وارشادات بھی کثرت سے نقل کیے ہیں۔

پس ان تمام آثار وشواہد کو خود آپ نے اپنی اسی کتاب میں جمع فرما دیا ہے، جس سے محرفین اور شر پسند عناصر کی قلعی کھل جاتی ہے، اور حقیقت کا کچھ سراغ ضرور ملتا ہے۔

یہاں تک تو ترجمہ کتاب کی ظاہر عبارتوں کو دیکھ کر ثابت کر دیا تھا کہ آپ نے امام اعظم اور ان کے کل مقلدین کو گمراہ قرار نہیں دیا تھا، اب آیئے اس کے اصلی عبارت کو دیکھتے ہیں، آپ نے اس میں کیا لکھا ہے اور کیا مترجم نے صاحب مصنف کے منشاء تک رسائی حاصل کر پائی ہے یا معنوی تحریف کر کے امت مسلمہ کے ایک تہائی حصہ کو گمراہ قرار دینے کا سبب بنایا ہے۔

جواب چہارم:۔غنیۃ الطالبین میں جن عبارتوں کے ترجمہ سے زمانہ حال کے غیر مقلدین اور ہمارے مجتہد صاحب نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حنفی مذہب کے بطلان کے لئے دلیل پکڑی ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

ایک فرقہ کا نام حنفیہ ہے، یہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے منسوب ہے۔

دل اگر مخلص ہو اور حسن ظن کا پہلو رکھتا ہو تو ظن باطل راہ نہیں پاتی، لیکن اگر دل کافر و مشرک بنانے کی جانب پہلے ہی سے مائل ہو تو اس مرض کا علاج نہیں، لہذا اگر مجتہد صاحب اس فرقہ کا آپ سے منسوب ہونے کی نسبت تحقیق کرتا اور اصل عبارت ہی کو دیکھ لیتے تو آپ جیسے عظیم ترین امام کو گمراہ سمجھنے کی کبھی غلطی نہیں کرتے، اصل عبارت یہ ہے۔

واما الحنفیة فھم بعض اصحاب ابی حنیفة النعمان بن ثابت ۔ص۲۳۰

جس کا کھلا مطلب ہے کہ امام صاحب کے بعض اصحاب جو مرجئ تھے، اور امام صاحب

سے روایت کرتے تھے،اسی وجہ سے ان کو ایک فرقہ ،،حنفی ،،کے طور پر پہچان کرائی،جس سے سارے حنفی مراد نہیں ہے،اورجیسا کہ بعض اصحاب ابی حنیفہ سے روشن ہے،امام صاحب اس الزام سے قطعی طور پر بری ہیں۔

اس کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ پر غیر مقلدین کا شب وستم رواں رکھنا،اور ہمارے مجتہد صاحب کا بھی بغیر تحقیق کئے اندھا دھند تابعداری کرنا ،امت کے درمیان فتنے پھیلانے کے مترادف ہے،یا نہیں؟اس لئے انہیں کے ایک مایہ ناز عالم کی تحقیق پیش کئے دیتے ہیں جسے تسلیم کرنے میں ہمارے یتیم العلم مجتہد صاحب کو دقت نہیں ہونا چاہئیے ۔لہذا مولانا ابراہم میر سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں۔

حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب:بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بھی ٹھوکر لگی ہے کہ آپ نے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مرجیوں میں شمار کیا۔سو اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے شیخ الشیخ حضرت سید نواب صاحب مرحوم کے حوالے سے دیتے ہیں،جوانہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

آپ دلیل الطالب میں بطور سوال وجواب فرماتے ہیں۔

سوال: در غنیۃ الطالبین مرجیہ را در اصحاب ابی حنیفہ نعمان ذکر کردہ اند وکذا غیرہ فی غیرہ وجہ آن چیست؟

ترجمہ عبارت:شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات الہیہ میں لکھا ہے،کہ ارجاء دوقسم پر

ہے۔ایک ارجاءایسا ہے کہ قائل کوسنت سے نکالدیتا ہے،دوسرا وہ ہے جوسنت سے نکالتا نہیں ۔اول یہ ہے کہ کوئی اس بات کا معتقد ہو کہ جس شخص نے زبان سے اقرار کرلیا اور دل سے تصدیق کرلی اس کو کوئی معصیت بالکل ضرر نہیں دے گی۔اور دوم یہ کہ اعتقاد کرے کہ عمل ایمان کی جز نہیں ہے لیکن ثواب وعقاب ان پر مترتب ہوتے ہیں اور دونوں (قسموں) میں فرق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے مرجیہ کے خطا ہونے پر اور ان (صحابہ اور تابعین) کا قول ہے کہ عمل اور عقاب مترتب ہوتا ہے۔

مسئلہ ثانیہ: (ترجمہ عبارت) پس ان (صحابہ اور تابعین) کا مخالف گمراہ اور بدعتی ہے اور دوسرے مسئلہ میں سلف کا اجماع ثابت نہیں ہوا۔بلکہ دلائل متعارض ہیں۔بعض آیات واحادیث اور آثار (صحابہ) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان غیر عمل ہے اور اکثر دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان کا اطلاق قول اور عمل پر ہے اور یہ نزاع (محض)لفظ کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی لفظی ہے بوجہ اس کے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عاصی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔اگر چہ مستحق عذاب ہے۔اور ان دلائل کو پھیرنا جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان ان سب چیزوں (عقائد واعمال) کا نام ہے ادنیٰ توجہ سے ممکن ہے۔

حضرت شاہ صاحب کے اس حوالہ کے حضرت نواب صاحب مرحوم ومغفور اپنی طرف سے اس پر تبصرہ کرکے کہتے ہیں۔

(ترجمہ عبارت) حضرت شیخ جیلانی کی مراد شق ثانی ہے،اور اس پر کوئی غبار نہیں۔اگر چہ

دلائل پر نظر رکھنے سے اہل حدیث کا مذہب ہی راجح ہے کہ ایمان مجموع اقرار اور تصدیق اور عمل کا نام ہے۔اور قاضی ثناءاللہ صاحب حنفی نے بھی مالا بدمنہ میں یہی کہا ہے۔پس مشکل دور ہوگئی اور ہلال کا مطلع صاف ہوگیا اور توفیق خدا سے ہے۔

اور رہی بات امام صاحب کی جانب مرجئی کی نسبت تو یہ بات بھی صرف اڑائی ہوئی باتوں پر ہے،تا کہ کسی طرح سے بھی ہو امام صاحب کو بدنام کیا جا سکے،حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اس عبارت میں اس الزام کا کوئی ثبوت نہیں ہے،اور جنہوں نے بھی زبردستی دلیل بنانے کی کوشش کی ہے،اہل علم نے ان کو کئی طرح سے اس کے جوابات دئے ہیں،اہل علم کے نزدیک مرجہ کی دو قسم ہے،ایک مرجہ خالصہ،دوم مرجئۃ السنہ،مرجہ خالصہ وہ ہے جو ایک فرقہ ہے،آپ اور آپ کے بہت سے اصحاب اور امام شافعی کے بعض اصحاب کو مرجئۃ السنہ قرار دیتے ہیں۔

لیکن جس مرجہ خالصہ کی نسبت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ صغیر میں اچھالنے کی کوشش کی تھی،اسے انصاف پسند غیر مقلدین بھی قبول نہیں کرتے،جیسا کہ غیر مقلد عالم ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

امام بخاری (رحمۃ اللہ الباری) کے بعض حوالے لوگوں کے لئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوئے،پس لازم ہے کہ ہم ان میں سے سب سے سخت حوالے کا ذکر کر کے اس کا جواب دیں،اور باقی حوالوں کو اسی کے قیاس پر چھوڑ دیں۔وباللہ التوفیق۔

مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری مرحوم اکثر دفعہ فرمایا کرتے تھے،عرب کا منہ زور شاعر متنبّی

کہتا ہے ، ـ

اذا اتتک مذمتی من ناقص فھی الشھادة لی بانی کامل

یعنی جب تیرے پاس میری مذمت کسی ناقص آدمی کے ذریعے پہنچے تو تو سمجھ لے کہ وہ اس بات کی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں۔

محدثین کے نزدیک روایت کے متعلق سب سے پہلے راویوں کی دیکھ بھال ہوتی ہے، کہ وہ کیسے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح کی طرح اپنی دیگر کتب میں صحت کا التزام نہیں کیا۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ روایت امام بخاری تک کیسے واسطے سے پہنچی ہے سو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ صغیر میں فرماتے ہیں۔

بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے اس نے کہا ہم سے بیان کیا فرازی نے اس نے کہا میں (امام) سفیان کے پاس (بیٹھا) تھا کہ ان کے پاس (امام) نعمان (ابوحنیفہ) کی موت کی خبر آئی تو انہوں نے کہا الحمداللہ۔ وہ اسلام کو گھنڈی گھنڈی کر کے توڑتا تھا۔ اسلام میں اس سے بڑا ابد بخت کوئی پیدا نہیں ہوا،، (معاذاللہ) (تاریخ صغیر ص ۱۷۴ مطبوعہ الہ آباد)

الجواب : نعیم کے متعلق نقاد ائمہ حدیث میں سخت اختلاف ہے۔ بعض کی رائیں اچھی ہیں اور بعض کی بہت سخت ہیں، حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں۔

(۱) احد الائمة الاعلام علی لین فی حدیثه۔ یعنی ائمہ اعلام میں سے ایک ہے۔ باوجود اس کی روایت حدیث میں نرم ہے۔

(۲) خرج له البخاری مقرونا بغیرہ۔ امام بخاری نے اس کی حدیث روایت کی ہے

لیکن دوسرے (ثقہ راوی) کے ساتھ ملا کر۔

(۳)قال العباس بن مصعب فی تاریخه نعیم بن حماد وضع کتبا فی الرد علی الحنیفة ۔یعنی عباس بن مصعب نے اپنی تاریخ میں کہا کہ نعیم بن حامد نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں ۔

(۴)امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں۔انا اعرف الناس ۔(میزان)یعنی میں نعیم کے حال سے سب سے زیادہ واقف ہوں،اس کے بعد امام ذہبی افتراق امت کی حدیث جو نعیم کی روایت سے ہے ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقة اعظمها فتنة علی امتی قوم یقیسون الامور برایهم فیحلون الحرام ویحرمون الحلال (میزان جلد۲ص)یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں منقسم ہوجائے گی۔ میری امت پر سب سے بڑے فتنہ والا وہ فرقہ ہوگا جو امور (دین) کو اپنی رائے سے قیاس کرکے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائیں گے (معاذ اللہ)

بے شک نعیم کی یہ حدیث حنفیوں کے رد کے لئے متشددین کے ہاتھ میں سیف مصقول کا کام دیتی ہے۔لیکن اس کے آگے ملاحظہ فرمائیں کہ نعیم کی اس روایت کی بابت امام ذہبی انہی امام یحیٰ بن معین کی کیارائے نقل کرتے ہیں۔

،،محمد بن علی بن حمزہ مروزی (جو نعیم بن حماد کے شاگرد تھے) کہتے ہیں میں نے حضرت یحیٰ بن معین سے اس روایت کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔لیس له اصل ۔یعنی اس کا

کوئی اصل نہیں ہے،،

اس روایت کو نعیم کی کتب در بارہ تردید حنفیہ کے ساتھ ملا کر غور کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ نعیم کی مخالفت بنا بر تحقیقات نہیں۔ بلکہ بے اصل روایات کی بنا پر ہے۔ خیر یہ تو مذہب حنفی کے متعلق اس کی روش کا حال ہے، اب خود سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ کی ذات اقدس کی نسبت حافظ ذہبی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔،،(ابوالفتح) ازدی نے کہا نعیم سنت کی تقویت میں حدیث بنالیا کرتا تھا اور جھوٹی حکایتیں بھی (امام ابوحنیفہ) نعمان کی عیب گوئی میں جو سب کی سب جھوٹی ہیں،، (میزان جلد۲ص ۵۳۶)

اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی اس قول کو تہذیب التہذیب میں نقل کیا ہے کہ حافظ عبدالعظیم منذری نے ترغیب وترہیب کے خاتمہ پر بعض ان راویوں کی فہرست لکھی ہے جن کے متعلق ائمہ حدیث کی مختلف رائیں ہیں اس فہرست میں اسی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور امام ازدی کا مذکورہ بالا قول نقل کیا ہے کہ نعیم (مذکور) سنت کی تقویت میں اور امام ابوحنیفہ کی بد گوئی میں جھوٹی حدیثیں اور من گھڑت حکایتیں بنالیا کرتا تھا۔ (ترغیب وترہیب مطبوعہ دہلی برحاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۷۴)

(اس کے بعد علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ جو سبط ابن العجمی کے نام سے مشہور تھے، ۸۴۱ھ میں فوت ہوئے، ان کی ایک نادر ونایاب کتاب،، نهاية السؤل في رواة الستة الاصول،، کے قلمی نسخہ کا حوالہ دیا ہے، بخوف طوالت صرف عبارت پیش کئے دیتے ہیں۔ (کان نعیم) ممن یضع الاحادیث فی تقویة السنة وحکایات مزورة فی

ثلب نعمان کلھا کذب ،،ترجمہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

(۴) امام نسائی کہتے ہیں نعیم ضعیف ۔لیس بثقہ ۔یعنی نعیم ضعیف ہے ۔ثقہ نہیں ہے لیس حجۃ (اکیلا روایت کرے تو) حجت نہیں ہے۔

(۵) ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطاء ووھم ۔یعنی ابن حبان نے اس کو ثقات میں لکھا ہے اور (باوجود اس کے) کہا وہ خطا بھی کرتا تھا، اور وہم بھی۔

(۶) اسی طرح امام ابوداؤد کہتے ہیں ۔نعیم کی بیس احادیث ہیں جن کا کوئی اصل نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت امام ابو حنیفہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں ۔جن کو حافظ شمس الدین ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں .احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام واحد ارکان العلماء ،واحد الائمۃ الاربعہ اصحاب المذاھب المتبوعہ (الخ) نیز امام یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابوحنیفہ) ثقہ تھے، اہل الصدق تھے کذب سے متہم نہ تھے ،نیز عبداللہ بن داؤد حریبی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہ کے لئے دعا کیا کریں، کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا (البدایہ والنہایۃ جلد دہم ص ۱۰۷)

تاریخ اہل حدیث ص۸۲تا۸۶

اتنے طویل اقتباس کو من وعین نقل کردیا تا کہ غیر مقلدین ہماری نہیں تو کم از کم خود اپنی

برادری کی تحقیق ہی پرعمل کرلیں، اور امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی اور ان پر شب وشتم سے پرہیز کریں۔

دشمن امام کی تابوت پرآخری تکیل

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس آیۃ کریمہ کی ترجمانی کرتے ہوئےفرماتے ہیں ۔ ؎

تیرے غلاموں کانقش قدم ہےراہ خدا وہ کیابہک سے جو یہ سراغ لیکے چلے
آج لےان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گےاگر قیامت میں مان گیا

چنانچہ اولیاءاللہ وبزرگان دین سے عقیدت ومحبت، جہاں پر برکات کےنزول کا سبب ہے ،وہیں پرنجات اخروی کا بھی ذریعہ ہے،اور ان سے سوئے ظن ، گستاخی وبے ادبی اور برگشتگی سوئے خاتمہ کی علامت ہے،اس مقام پر زیادہ کچھ نہ کہہ کر خودغیرمقلد مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب کااپنا تجربہ انہیں کی کتاب،،تاریخ اہل حدیث ،، سےنقل کئے دیتے ہیں۔

فیض ربانی : ہرچند کہ میں سخت گنہ گارہوں ،لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیرآبادی کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاًحضرات ائمہ متبوعین سےحسن عقیدت نزول برکات کاذریعہ ہے،اس لئے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنےفضل عمیم سےکوئی فیض اس ذرہ

بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے، اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ المباری سے نکالیں ۔اور حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر غبار آ گیا۔ جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا۔ یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظلمٰت بعضھا فوق بعض کا نظارہ ہوگیا، معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے ،اس سے استغفار کرو۔میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کئے ۔وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔اس وقت سے میری حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی ۔اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے، کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے فرماتا ہے، افتمارنه علی ما یری ۔میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ھذا واللہ وبی الھدایۃ۔

خاتمۃ الکلام : اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین (غیر مقلدین) سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن ظن رکھیں ۔اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں ۔کیوں کہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران ونقصان ہے. نسئل اللہ الکریم حسن الظن و التادب مع

الـصـالـحين ونعوذبالله العظيـم من سوء الظن بهـم والوقيعة فيهـم فانه عرف الرفض والخروج وعلامة المافين ونعم ما قبل۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم شد از لطف رب

خاک پائے علماء متقدمین ومتاخرین حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

تاریخ اہل حدیث صفحہ ۹۵۔۹٦

چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم ودیانت اور تقوی وطہارت، پاکیزگی نفس کی ایک دنیا معترف ہیں، اور امت محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ والتسلیمات کا تہائی حصہ آپ کے مقلد ہیں، عراق وایران، ماوراانہر شام وہند میں آپ ہی کا مذہب رائج ہے، اس لئے آپ کی ذات سے کوئی بھی شخص مستغنی نہیں ہوسکتا، اور اس مذہب کو گمراہ کہنا خود اپنی گمرہی کی دلیل ہے، اور امام صاحب کو بدعتی قرار دینا یا ان سے بغض رکھنا گویا کہ اپنی عاقبت کے تباہی کی دلیل ہے، اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ خود غیر مقلد عالم کہہ رہا ہے۔

کیا اب بھی ہمارے مجتہد صاحب کو شک ہے، کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ گمراہ تھے، اگر اب بھی دل ظن باطل سے تائب نہ ہوا تو اپنی بدبختی اور عاقبت نااندیشی پر ماتم کرے۔

تقلید اور نام نہاد مجتہد

ہمارے مجتہد صاحب اہل سنت کے ہر عمل کو غیر مقلدیت کا عینک لگا کر دیکھتے ہیں، اس لئے تقلید کے باب میں بھی غیر مقلدین ہی کے ہم خیال وہم مشرب ہیں، تقلید کو شرک قرار

دیتے ہیں،اور مقلدین کو مشرک کہتے نہیں تھکتے ،لیکن مباحثہ بیلوا میں جب ان سے دیوبندی علمائے اربعہ کی بابت سوال کیا گیا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی ،مولانا خلیل احمد ،مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا قاسم نانوتوی نے جو کفریہ کلمات اپنی اپنی کتابوں میں لکھے ہیں،ان کو آپ کیا کہتے ہیں،آنجناب نے بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ وہ سب کفریہ کلمات ہیں،لیکن ان اقوال خبیثہ کے قائلین کی نسبت اجتہاد پر قربان جایئے ،کہتے ہیں کہ اس کے قائلین کافر نہیں ہوں گے ،ہے نہ عجوبۂ روزگار ،وہاں پر دیکھئے مقلدین کو ان کے تقلید کرنے کے جرم میں کافر کہنے سے بھی باک محسوس نہیں کرتے ،مگر یہاں پر کفر لکھنے والے اور چھاپنے والے کو کافر ماننے سے انکار کرتے ہیں۔کیوں صرف اس لئے کہ علمائے دیوبند ان کے مذہبی بھائی ہیں،اعتقاداًایک ہیں،اس لئے کافر کہنے سے کف لسان کیا،اور علمائے اہل سنت کو اس لئے کافر ومشرک کہنے سے نہیں چوکتے کہ یہ انگریز کی نوآبادیاتی مذہب وہابیت کے مخالف ہیں۔

شرعی تقلید کے منکر اندھی تقلید میں گرفتار

کیا ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنا اتنا ہی بڑا جرم ہے کہ آدمی شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے؟ اور ایمان ہاتھ سے نکل جاتا ہے،اگر یہ بات ہے تو غیر مقلدیت کے دعویٰ کرنے والے بھی شرک سے نہیں بچ سکتے ،یہاں تک کہ ہمارے نام نہاد مجتہد صاحب بھی نہیں ،کیونکہ تقلید ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان مستغنی و بیزار نہیں ہو سکتا،انسان کے ہر قول وفعل پر تقلید کا چھاپ لگا ہوا ہے،خود ہمارے مجتہد صاحب کا وہابیت کی عینک سے اہل سنت کو کافر ومشرک

کہنا بھی تقلید ہے، کیوں کہ وہ اپنی لیاقت سے پرے کی بات کر رہا ہے، اور انہیں کی تقلید میں کہہ رہا ہے ،چنانچہ تقلید ایسی چیز ہے جس کا کوئی بھی صحیح الدماغ شخص انکار نہیں کرسکتا، جیسا کہ خود ان کے امام الہند مولوی ابوالکلام آزاد کا تجربہ ہے ،ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ انسان تقلید سے کبھی باز نہیں آتا، ترک تقلید ہی کے نام پر وہ جن شخصوں کی عزت کرتا ہے، انہی کی تقلید شروع کر دیتا ہے، میں نے سرسید سے سب سے بڑی چیز ،جو اس وقت پائی تھی ،وہ یہی ترک تقلید تھی، مفسرین کی، فقہاء کی، محدثین کی، متکلمین کی ،تمام علماء کی، تیرہ سو برس کی اجتماعی عقائد و مسلمات اور ان کروڑوں اور ان گنت مسلمانوں کی، جو تیرہ صدیوں میں گزر چکے، تاہم میں خود سرسید کا نہ صرف مقلد اعمیٰ تھا، بلکہ تقلید کے نام پر پرستش کرتا تھا!۔ آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ص ۲۴۲

لہذا اب دیکھئے پیشوایان غیر مقلدین دوسروں کو تو ترک تقلید کا درس دے رہے ہیں مگر خود وہ لوگ کس طرح چھپ چھپ کر تقلید پر فریفتہ ہیں، کسی ارے غیرے کی زبانی نہیں بلکہ خود غیر مقلد مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب کی زبانی ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں۔

تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔ تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے، جو مقلدین کا مذہب ہے۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۲۵۶

اس مقام پر امرتسری صاحب نے بڑی اہم باتیں بیان کی ہیں، کہ علماء سے مسئلہ پوچھ کر عمل

کرنے کا نام بھی تقلید ہی قرار دیا ہے،اور جس سے مسئلہ پوچھا جائے وہ چاہے قرآن سے بتائے یا حدیث سے،اگر اس میں ان کو نہ ملے تو فقط اپنی رائے وقیاس سے مسئلہ بتائے ،اور وہ عالم اگر کسی اور عالم کی کتاب سے ہو یا ان سے پوچھ کر بتائے تو تقلید جمود کا شکار ہو جائے گا ،جو کہ اس مذہب میں شرک ہے۔

اس لئے یہ لوگ کسی ایک عالم دین کو مقتدا بنا کر اس کی تقلید کے پابند نہیں ہیں، بلکہ مختلف علمائے کرام میں سے جس کی چاہے اس کی تقلید کرتے ہیں،اس لحاظ سے منکرین تقلید وہابیہ کا دائرہ مقلدین اہل سنت سے وسیع تر ہوا،کہ یہ لوگ ایک ہی شخص کے مقلد ہیں ،اب جب کہ ثابت ہو گیا کہ منکرین تقلید بھی اپنے گلے میں قلادۂ تقلید رکھتے ہیں تو انہیں حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہل سنت مقلدین کو کافر و شرک کہے۔

ہمارے مجتہد صاحب کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا مذہب کسی ایک عالم کی بات کو سننا خبر واحد کے حکم میں ہے اور اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا،تو آیئے دو اور دلیل دیئے دیتے ہیں،تا کہ آپ کی تسلی ہو جائے کہ وہابیہ غیر مقلدین جو دن کی روشنی میں تقلید کا انکار کرتے ہیں ،رات کی تاریکی میں چوری چوری کس طرح تقلید کا عاشق و دلدادہ ہے،معلوم ہو جائے۔مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلدین کے ایک معتبر عالم ہیں،اس نے اپنی کتاب ،،تاریخ اہل حدیث ،،میں ایک عنوان ،،اہل حدیث کا مسلک مبین،،کے نام سے لکھا ہے،اس میں لکھتے ہیں۔

کیا ہمارے حنفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو تعلیم کرتے ہیں کہ وہ باوجود رسول اللہ ﷺ کی حدیث یا اقوال صحابہ

نہ ملنے کے اور خود بھی کتب متداولہ مشہورہ میں علمی قابلیت نہ رکھنے کے اقوال ائمہ کو (معاذاللہ) ٹھکرادیا کریں۔اور مادرو پدر آزاد ہوکر جو چاہیں سو کیا کریں۔اگر ان کا یہی خیال ہے تو ہم صاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا،۔۔۔۔۔باقی رہی تقلید لاعلمی سو یہ چار قسم (پر) ہے،قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہدین اہل سنت میں سے۔لاعلی التعیین جس کو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقدالجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے،اور صحیح ہے باتفاق امت،قسم دوم مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے۔ص ۴۶/ ۴۷

سیالکوٹی صاحب نے مذکورہ بالا اقتباس میں جو کچھ لکھا ہے وہ وہابیہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کی کتاب معیارالحق کے دوصفحہ ۸۰ اور ۸۱ میں پھیلا ہوا ہے،اور میاں صاحب بھی تقلید کے قائل تھے،لہذا آپ نے دیکھ لیا کہ جس طرح مطلق تقلید کو مولانا امرتسری نے غیر مقلدین کا مذہب قرار دیا ہے،اس کو غیر مقلدین کے باوا آدم نے واجب کہا ہے، بلکہ اس کے واجب ہونے پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔پھر اس کے باوجود تقلید سے جلن کیوں؟اہل سنت مقلدین سے دشمنی کیوں؟

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تقلیدی مذاہب الہامی ہیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متاخرین میں بلند پایہ عالم اور مایہ ناز صوفی گزرے ہیں، اور غیر مقلدین کے ملجا وماوی بھی ہیں، آپ نے بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن ان کے ساتھ حادثہ یہ پیش آیا کہ زیادہ تر کتابوں کی عبارتوں میں اضافہ وترمیم کردیں، نیز پوری کی پوری کتابیں لکھ کر آپ کے نام سے منسوب کردیں، اس طرح آپ کو وہابی نہیں تو اس کے زبردست حامی بنا کر پیش کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہو گئے، لیکن اس کے باوجود حقیقت کہاں چھپ سکتی ہے، ان بناوٹ کے اصولوں سے، اب جب کہ آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آرہی ہیں، رخ تاباں سے کالی گھٹا چھٹ رہی ہے۔

جس وقت ہندوستان میں وہابیت قدم جمارہی تھی تو شاہ صاحب کے دامن میں پناہ لیا تھا، مگر اب جب کہ حقیقتیں واشگاف ہورہی ہیں تو وہابیت کی نئی نسل کے نزدیک شاہ صاحب بھی اسی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں، جس صف میں علمائے اہل سنت بریلوی حضرات ہیں۔

چنانچہ ہمارے نام نہاد مجتہد صاحب بھی دیگر عام وہابیہ کی طرح آپ کی تصنیفات کو حوالے میں پیش کرتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے خیالات در باب تقلید اور حنفی مذہب پیش کردوں تو شاید تالیف قلب ہو جائے، مجتہد صاحب غور سے پڑھیئے کہ آپ کے نزدیک مذاہب اربعہ کشف والہام سے محقق ہیں، فیوض الحرمین جو کہ مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران آپ نے تصنیف فرمائی تھی، اس میں آپ نے مذاہب

اربعہ سے متعلق اپنا الہام تحریر فرمایا، ملاحظہ کیجئے۔

میں نے غور کی کہ آں حضرت ﷺ مذاہب فقہ میں سے کس مذہب کی طرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں۔
فیوض الحرمین ص ۴۸

اور تقلید کی بابت اپنا مکاشفہ تحریر فرماتے ہیں۔

استفادہ کیا میں نے آں حضرت ﷺ سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی، تو یہ استفادی ہوگئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی، ایک تو وصیت ترک التفات (ص ۷۹) ــــــ دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کی تقلید کی وصیت کہ میں نہ نکلوں ان سے اور موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار تقلید کا اور انکار اس سے روگردانی کرتی تھی جو شئے طلب کی گئی مجھ سے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف میرے نفس کے۔ فیوض الحرمین ص ۸۰

اور آپ نے ان چاروں مذاہب میں سے کس کو فوقیت دی، اس بات کو جاننے کے لئے اسی کتاب کے صفحہ ۵۹/۶۰ کو ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں۔

عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذھب الحنفی طریقة انیقة ھی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری و اصحابه و ذالک انیؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربھم بھا فی المسئلة ثم بعد ذالک یتبعه اختیارات الفقھاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث

قرب شيء سكت عنه الثلاثة في الاصول و ما تعرضون النفية و دلت الا
حاديث عليه فليس بدمن اثباته و الكل مذهب حنفي۔

ترجمہ: مجھ کو پہنچوا دیا رسول اللہ ﷺ نے حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے زمانہ میں اور وہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے، پھر بعد اس کے فقہاء حنفی جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدیثیں ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

فیوض الحرمین ص

لہذا آپ تا دم مرگ حنفی مقلد ہی رہے، اور کیوں نہ ہو کہ آپ سے تقلید طبیعت کی انکاری کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے طلب فرمایا تھا، آپ سنی تھے فرامین مصطفےٰ ﷺ کو سر آنکھوں پر رکھا، وہابی نہ تھے، کہ حکم عدولی کر کے تقلید کو ترک کر دیتے، اب کہئے مجتہد صاحب خود آپ کے ممدوح کو تقلید کرنے کا حکم خود رسول اکرم ﷺ نے دیا تھا، پھر آپ اس سے رو گردانی کیوں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو وہابیت کے شر سے بچا کر اہل سنت میں داخل فرمائے۔

تقلید کے فوائد

حنفی مذہب اور تقلید کے بارے میں اتنا کچھ بیان کرنے کے باوجود اگر اب بھی ہدایت کا

دروازہ بند ہے اور تسلی نہیں ہوئی ہے تو بارے دیگر خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی مزید تقلید کے فوائد اور ترک تقلید کی تباہ کاری کی داستان ملاحظہ فرمالیجئے فرماتے ہیں۔

صحابہ اور تابعین سے بتواتر ثابت ہے کہ جب ان کو کوئی حدیث پہونچتی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اس پر عمل کر لیتے اور بعد دوصدیوں کے لوگوں میں معین مجتہدوں کا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا اور ایسے کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہ رکھتے ہوں، اور اس وقت میں پابندی مذہب معین کے واجب ہوگئی۔

(کشاف فی ترجمہ انصاف ص ۵۹ مترجم مولوی احسن صدیقی نانوتوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء)

یہی شاہ صاحب اور ایک مقام پر صفحہ ۶۳ میں فرماتے ہیں

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کے دل میں ڈالا اور اوس پر ان کو متفق کیا خواہ وہ اس کو جانیں یا نہ جانیں۔

اور حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

مناسبت مقام یہ ہے کہ ان مسائل پر لوگوں کو آگاہ کردیا جائے جن میں فہموں کو حیرت اور قدموں کو لغزش اور قلموں کو گمراہی ہوا کرتی ہے، مدار مسئلہ یہ ہے کہ امت محمدیہ یا ان لوگوں نے جو اس امت میں قابل اعتبار ہیں اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان مذاہب اربعہ کی تقلید جو مدون ہو چکے ہیں اور تحریروں میں آچکے ہیں فی زماننا جائز اور درست ہے، اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ص ۲۳۷

چنانچہ ان بے انتہا مصلحتوں میں ایک یہ ہے کہ آج تک امت محمدیہ تقلید ہی کی برکت سے ایک ہی لڑی میں پیروئے ہوئے تھے، کثرت کے باوجود وحدت تھی، لیکن وہابیہ غیر مقلدین نے اس وحدت کو توڑنے کی ان تھک کوششیں کیں، اور آج تک اسی سعی لا حاصل میں مصروف ہیں۔

ترک تقلید کی تباہ کاریاں

تقلید ترک کرنے کا وبال یہ ہے کہ آج بھائی بھائی میں، اور بیٹا باپ سے لڑائیاں ہو رہی ہیں گھر گھر میدان جنگ بنا ہوا ہے، امت محمدیہ فرقوں میں بٹتے چلے گئے، اور آج مسلمانوں کی کثرت کے باوجود باطل قوتیں انہیں ہی دنیا سے مٹانے کے درپے ہیں، ترک تقلید کی دوسری خرابی کیا ہے؟ خود غیر مقلد عالم کی زبانی سنئے ہمولانا رشید احمد گنگوہی نے مولانا محمد حسین بٹالوی رئیس قوم غیر مقلد کی کتاب اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ صفحہ نمبر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کی تارک بن جاتی ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب، جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعہ سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ بحوالہ سبیل الرشاد۔ ص ۱۷

مجتہد صاحب کیا اب بھی تقلید کے تئیں سینہ تنگ ہے؟ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود بدلنے کی کوشش نہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتیٰ یغیر مابانفسھم۔ (سورہ رعد آیۃ ۱۱)

بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔

واضح رہے کہ تقلید جائز ودرست بھی ہے اور ناجائز وحرام بھی، کفار ومشرکین کی، گمراہ عالموں کی تقلید کرنا قطعی ناجائز وحرام ہے مگر اللہ والوں کی مسلمانوں کی تقلید قطعی درست ہے، اور وہابیہ کی بدقسمتی یہ ہے کہ انہوں نے اولیاء اللہ کو اور ان کے رفقاء کو، اور بتوں کو اور بت پرستوں کو ایک ہی تھالی کا بیگن سمجھ لیا ہے، اور قرآن کریم کی ان آیتوں میں تفریق نہیں کی کہ کون کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس لئے تقلید کو مطلق ناجائز وحرام اور شرک قرار دیتا ہے، پہلے آپ وہابیت کے چشمہ کو اتاریئے، اور صالحین کی صحبت اختیار کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے تمام شکوک وشبہات زائل ہو جائیں گے۔

قرأت خلف الامام کا مسئلہ

آج کل امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ نہایت معرکۃ الآرا ہو گیا ہے، بالخصوص وہابیہ غیر مقلدین جنہیں اپنی حدیث دانی اور اس پر اپنی عمل آوری کا زعم ہے، موقع ملتے ہی مقلدین سے جھگڑتے رہتے ہیں، اور ہمارا مجتہد بھی انہیں میں سے ہیں، جو عوام کے سامنے اپنی حدیث دانی کا ڈھونگ رچاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ اس پر بھی چند احادیث پیش کئے دیتے ہیں، مگر اس سے پہلے اس حدیث کو نگاہ بصارت فرمالیجئے، جسے غیر مقلدین دلیل میں پیش کر کے محض قیاس فاسد پر عمل کرتے ہیں، وہ حدیث شریف یہ ہے۔

عن عبادہ بن صامت عن النبی ﷺ قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ

الکتاب۔ترمذی باب الصلوٰۃ/نسائی۔۶

روایت ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اس کی نماز ہی نہیں جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے۔قارئین باتمکین غور سے ملاحظہ فرمایئے کہ اس حدیث میں امام ومنفرد یا مقتدی کا ذکر ہے؟ نہیں ہے، اور جب کوئی ذکر ہی نہیں ہے تو یہ حدیث امام اور منفرد کے لئے ہوا نہ کہ مقتدی کے لئے ، کیونکہ مقتدی کے لئے خاموش رہنے کا حکم قرآن میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا قریء القران فاستمعوا له وانصتو لعلكم ترحمون ۔سورہ اعراف آیۃ ۲۰۴

اور جب قرآن کریم کی قرأۃ کی جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ۔

تفاسیر

علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں، کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے۔ (کنزالایمان مع خزائن العرفان)

تفسیر مدارک میں ہے:۔آیت کا ظاہر استماع اور انصات کو نماز میں قرأت قرآن کے وقت واجب کررہا ہے، اور نماز سے باہر بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ جب تم پر اللہ تعالیٰ کے رسول نزول کے وقت قرآن کی تلاوت کریں تو غور سے سنو

،جمہور صحابہ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے استماع کے لئے ہے، دوسرا قول خطبہ کے استماع کے لئے۔ تیسرا قول خطبہ اور نماز دونوں سے متعلق ہے، یہ زیادہ درست ہے۔ تفسیر مدارک جلد اول ص ۱۰۳۷

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کا شان نزول بیان فرماتے ہیں۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نماز میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (اس حدیث کی تائید میں اور حدیث پیش کرنے کے بعد ایک اور حدیث نقل فرماتے ہیں) اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بواسطہ ابو معشر محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی قرأت کو بغور سنتے تھے، آپ جب بھی (نماز میں) قرأت فرماتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورہ اعراف کی یہ آیت اتر آئی۔

تفسیر ابن عباس جلد اول ص ۴۷۳

ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان دو آیات میں سے پہلی آیت سے علمائے احناف نے اس بات پر استدلال کیا ہے، کہ مقتدی کے لئے قرأۃ کا ترک ،،فرض،، ہے۔ یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قرآن کریم کو غور سے سننے اور اس کی قرأۃ کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جو مطلق ہے، خواہ نماز میں ہو یا خارج از صلوٰۃ ہو، لیکن جب عام علماء نماز سے باہر پڑھے اور جانے قرآن کریم کے استماع (غور سے سننا) کے وجوب کے قائل نہیں، بلکہ استحباب کے

قائل ہیں،اور آیت مذکورہ ایک انصاری مرد کے رد میں نازل ہوئی، جو حضور سرور کائنات ﷺ کے پیچھے مقتدی ہوتے ہوئے نماز میں قرأۃ کیا کرتا تھا،جیسا کہ تفسیر حسینی میں مذکور ہے،اور جمہور صحابہ کرام بھی یہ موقف رکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ صرف مقتدی کے استماع کے متعلق ہے،ایک قول یہ بھی ہے کہ دوران خطبہ یہ حکم ہے لیکن،،اصح،،یہ ہے کہ یہ حکم خطبہ کے دوران اور نماز کی اقتداء دونوں کے بارے میں ہے جیسا کہ صاحب مدارک نے لکھا ہے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا استماع دوران نماز فرض ہے،اور غور سے سننا کامل طور پر تبھی ہوگا جب خاموش رہا جائے۔(خود نہ پڑھا جائے) اگر کوئی مقتدی خفیہ طور پر قرأۃ کرتا ہے تو اس کا اس حال میں امام کی قرأۃ کو سننا نہ سننے کے برابر ہوگا۔اللہ تعالٰی نے غور سے سننے کے لئے خاموش رہنے کو بھی واجب قرار دیا ہے،لہذا معلوم ہوا کہ غور سے سننا بوجہ کمال،،فرض،،ہے۔تفسیرات احمدیہ ص ۵۸۴

آپ نے دیکھا کہ آیت کریمہ کی تفاسیر میں شان نزول کیا تھا،اور اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأۃ ممنوع ہے،اور قائلین قرأۃ نے جو حدیث دلیل میں پیش کی ہے ،اس میں کسی کی کوئی تصریح ہی نہیں ہے، کہ کون پڑھے اور کون نہیں،لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث امام اور منفرد کے لئے ہے،مقتدی کے لئے نہیں،اگر مقتدی چپکے چپکے پڑھے گا تو قرآن پر عمل نہیں ہوگا،کیوں کہ قرآن مجید میں مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے،اور حدیث میں امام کی قرأۃ کو مقتدی کی قرأۃ قرار دیا ہے،ملاحظہ کیجئے۔

عن ابی درداء ان رجل قال یارسول اللہ ﷺ فی کل الصلوۃ قرآن ،قال

نعم ،فقال رجل من الانصار وجبت ،قال وقال ابو درداء اری ان الامام اذا ام القوم فقد کفاھم۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نماز میں قرآن (پڑھا جاتا) ہے،فرمایا ہاں،ایک انصاری نے کہا واجب ہوگیا،حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،میرے خیال میں جب امام قوم کی امامت کرے تو وہ انہیں کفایت کرتا ہے۔(طحاوی شریف جلد اول باب خلف الامام)

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام لیؤتم به فاذا قرأ فانصتوا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے ،پس جب وہ قرأة کرے تو تم خاموش رہو۔

عن جابر ابن عبداللہ ان النبی ﷺ قال من کان له امام فقرأة الامام له قرأة

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی،گویا اس نے (نماز) نہیں پڑھی،البتہ امام کے پیچھے (ہوتو ضرورت نہیں۔

آپ کے دیگر خیالات پر بھی کچھ کہتا مگر بخوف طوالت موقوف کیا جاتا ہے،اگر آپ واقعی حق وہدایت کے طلب گار ہیں تو اتنا ہی کافی ہے،ورنہ بدنصیبوں کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

ترک رفع یدین

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانا مستحب ہے،اوراس بات پر علمائے امت کا اجماع ہے،البتہ اس کے ماسواعندالرکوع اور بعد سجدہ رفع یدین کرنا مختلف فیہ ہے،اور اختلافی مسائل پر عمل کرنااور نہ کرنا مورد نزاع نہیں ہوتا۔

رفع یدین عندالرکوع وسجود کے مسئلہ میں محدثین کرام علیہم المغفر ۃ والرضوان دوگروہ میں بٹے ہوئے ہیں،ایک جماعت کے نزدیک رکوع کے لئے جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت ،اورقعدہ سے قیام کی جانب انتقال کے وقت تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھائے جائیں گے،اس گروہ نے حضرت علی ابن ابی طالب ،عبداللہ بن عمر ،ابوحمید ساعدی ،وائل بن حجر ، مالک بن حویرث اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے استدلال کیا ہے،یہی مذہب شافعیہ کا ہے۔

اور دوسری جماعت کے نزدیک صرف تکبیراولیٰ میں ہاتھ اٹھائیں جاتے ہیں،احناف کا یہی مسلک ہے،ان کا کہنا ہے کہ حضرت براء بن عازب اورعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مختلف طرق سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے،اوردوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عن البراء بن عازب قال كان النبی ﷺ اذا كبر لا فتتاح الصلوٰة رفع يديه حتىٰ يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه ثم لا يعود ۔طحاوی

حضرت براءبن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ جب نماز شروع

کرنے کے لئے تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہوتے پھر نہ لوٹاتے (دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے)

یہ حدیث شریف سنن ابی داؤد میں بھی مرقوم ہے۔اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے مزید تین سند کے ساتھ اسے نقل فرمایا ہے۔اس کے علاوہ امام ابی داؤد حدیث بیان فرماتے ہیں۔

عن علقمه قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله ﷺ فصلیٰ فلم یرفع یدیه الا اول مرة۔ترمذی وابوداؤد

روایت ہے علقمہ سے کہا علقمہ نے کہا عبداللہ بن مسعود نے، کیا نہ پڑھوں، میں تمہارے واسطے نماز رسول اللہ ﷺ کی پھر نماز پڑھی اور نہ اٹھائے اپنے دونوں ہاتھ مگر پہلی بار میں یعنی تکبیر اولیٰ کے وقت۔

اور مسند امام زید رحمۃ اللہ نے حدیث بیان فرمائی۔

حدثنی زید بن علی عن ابیه عن جده عن علی بن ابی طالب کرم الله وجه انه کا ن یرفع یده فی التکبراة الاولیٰ الی اذنیه ثم لا یرفعهما حتی یقضی صلاة۔مسند امام زید ص۱۰۰

اور یہی حدیث امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے۔

فان ابا بکرة قد حدثنا قال :ثنا ابو احمد ،قال :ثنا ابوبکرن النهشلی ،قال :ثنا عاصم بن کلیب ،عن ابیه ان علیا رضی الله عنه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلاة ،ثم لایرفع بعد۔

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے نقل کیا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نماز کی تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھاتے، اس کے بعد پھر نماز میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

شرح معانی الآثار جلد اول ص ۶۳۹

غرض احادیث دونوں جانب ہیں، کتب صحاح میں ترک رفع یدین کی احادیث اس طور پر مرقوم ہے کہ پہلے رفع یدین کی احادیث، پھر ترک رفع یدین کی احادیث کا باب باندھا، محدثین کرام کے نزدیک اس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے ترک رفع یدین بھی ثابت ہے، اس بات کا انکار کسی بھی اہل ایمان سے ممکن نہیں ہے۔

چنانچہ رفع یدین عندالرکوع کا مسئلہ زمانہ صحابہ ہی سے مختلف فیہ چلی آتی ہے، رفع یدین کرنے اور نہ کرنے پر احادیث دونوں جانب ہیں، بایں سبب چاروں ائمہ متبوعین بٹے ہوئے ہیں امام اعظم اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے ترک کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم عمل کے قائل ہیں، چودہ سو برس سے آج تک یہ مسئلہ استحباب اور سنت غیر مؤکدہ کی حد میں رہا، اور فیصلہ راجح اور غیر راجح کی بنیاد پر اٹکا رہا، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ رفع یدین کے سب سے بڑے حامی ہیں وہ بھی فیصلہ نہیں فرما سکے، ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں۔

امام بخاری نے کہا: اگر مجاہد کی حدیث ثابت ہو جائے کہ انہوں نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تو طاؤس، سالم، محارب بن دثار اور ابوزبیر کی حدیثیں زیادہ راجح

ہوں گی، کیوں کہ انہوں نے (ابن عمر کو رفع یدین کرتے ہوئے) دیکھا ہے۔

جزء رفع یدین ص ۵۴

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ترک رفع یدین کی احادیث کو جمع نہیں کیا، اس میں صرف رفع یدین والی احادیث ہی لائے ہیں، اور رفع یدین کی تائید میں ،، جزء رفع یدین ،، نامی کتاب بھی تصنیف فرمائی، جس پر ہمارے مجتہد صاحب کو فخر ہے، اور بڑے طنطنے سے اس کتاب کا ذکر کرتے ہیں، بلکہ اس میں بیان احادیث کے نمبر شمار کر کے مغالطہ دیتے ہیں، کہ رفع یدین اتنی احادیث سے ثابت ہے، لیکن وہ بھی راجح اور مرجوح میں اٹک کر رہ گئے ہیں، فیصلہ نہیں کر سکے، حضرت مجاہد کی حدیث پر فیصلہ کا دارومدار رکھ دیا، واضح رہے کہ حضرت مجاہد کی حدیث ثابت ہے کہ آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، جس کا انکار امام بخاری سے بھی نہ ہو سکا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، اس بات کا جواب امام طحاوی نے دیا ہے، لکھتے ہیں۔

ابو بکر بن عیاش نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی وہ صرف تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھاتے تھے، یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر انہوں نے ہاتھوں کا اٹھانا آپ کے بعد چھوڑ دیا، اور اس کے خلاف عمل کیا یہ اس صورت میں درست ہے جبکہ ان کے ہاں اس کا نسخ ثابت ہو چکا ہو جس کو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے دیکھا تھا، اور ان کے ہاں اس کے نسخ کی دلیل ثابت نہ ہو گئی ہے، اگر یہ اعتراض کرے کہ یہ روایت سرے

سے منکر ہے، تو اس کے جواب میں کہا جائے گا، آپ کو کس نے بتلایا؟ آپ کے لئے اس کے منکر قرار دینے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ فعل کرتے دیکھا جو اس روایت کے موافق ہے جو انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی۔ تو ان کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ طاؤس نے یہ بات ذکر کی ہے مگر مجاہد نے ان کی مخالفت کی ہے، تو اب یہ کہنا درست ہوا کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس وقت کے عمل کو دیکھا جب ان کے سامنے نسخ کے دلائل نہ آئے تھے، پھر جب ان کے ہاں نسخ کے دلائل قائم ہو گئے تو انہوں نے رفع یدین کو ترک کر دیا، اور وہی کیا جو ان سے مجاہد نے دیکھا۔ اسی طرح مناسب یہ ہے کہ جو ان سے مروی ہے وہ اس پر محمول کیا جائے اور وہم کی نفی کی جائے تا کہ یہ بات ثابت ہو جائے ورنہ تو اکثر روایات کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑیگا۔

شرح معانی الآثار جلد اول ص ۶۴۱ /۶۴۲

مناظرہ عجیبہ

سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور اوزاعی گیہوں کی منڈی میں اکٹھے ہو گئے، اوزاعی نے ابوحنیفہ سے کہا تمہارا کیا حال ہے۔ کہ نماز میں تم رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے، ابوحنیفہ نے کہا اس سبب سے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں کوئی صحیح (غیر متعارض) حدیث نہیں ملی، اوزاعی نے کہا، صحیح حدیث کیوں نہیں ہے، اور البتہ حدیث بیان کی مجھ سے زہری نے انہوں نے سالم سے روایت کی انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے، انہوں نے نبی ﷺ سے،

انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوٰة وعندالركوع وعند الرفع منه

کہ آپ جب نماز شروع فرماتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور رکوع کرنے اور اس سے اٹھنے کے وقت ،تو ابوحنیفہ نے ان سے کہا کہ روایت بیان کی مجھ سے حماد نے انہوں نے روایت کی ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے۔

ان رسول الله ﷺ كان لايرفع يديه الا عند افتتاح الصلوٰة ولايعود لشئى من ذالک

رسول اللہ ﷺ صرف شروع نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور پھر دوبارہ ایسا کچھ نہ کرتے۔

اس پر اوزاعی کہنے لگے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں زہری سے وہ سالم سے اور اپنے والد سے (گویا علوے سند سے حدیث کو ترفیع دینا چاہتے ہیں) اور تم کہتے ہو حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور انہوں نے روایت کی ابراہیم سے (گویا اس سلسلہ کو نصیب نہیں تو ابوحنیفہ نے اس کا جواب دیا، ان کے خیال پر تنقید کرتے ہوئے) کہ حدیث کو ترجیح فقاہت راوی سے ہوتی ہے نہ کہ علو روایت سے کہ حماد زہری سے زائد فقیہ ہیں، اور ابراہیم سالم سے فقہ میں کچھ کم نہیں (زیادہ فقیہ ادباً نہیں کہا اگر چہ ابن عمر کو شرف صحبت نصیب ہے تو اسود کو اور کچھ) بہت فضیلت حاصل ہے، اور پھر عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں، اس پر اوزاعی چپ ہو گئے۔ مسند امام اعظم ص ۹۰

چودھویں صدی کی پیداوار انگریزی نوآبادیاتی فرقہ وہابی غیر مقلدین جس نے حدیث پر عمل کرنے کے بہانے انکار حدیث کا فتنہ بیدار کیا، اور سابقون الاولون صحابہ کرام تابعین

عظام کو جھٹلا کر اپنی ایک الگ ڈگر بنائی، ترک رفع یدین کی تمام احادیث کو یکلخت ضعیف اور منگھڑت قرار دیا، رفع یدین کو واجب اور نہ کرنے سے نماز نہ ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا، ذرا مذکورہ مباحثہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ نے جو حدیث بیان فرمائی اس کی عدم صحت کا انکار کرے؟ نہیں کر سکتا، اس کے باوجود اپنی جہالت و نادانی کی رٹ لگا ئیں تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

آخری کوشش

الغرض ہمارے مجتہد صاحب بھی ان تمام باطل عقائد وافکار کے موئد ہیں، جو کچھ دیگر نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین میں پائے جاتے ہیں، ان کے خلاف ٹھنڈے دل سے کوئی بات سننے کو راضی نہیں، اس لئے افہام و تفہیم کے سارے دروازے بند ہیں، لیکن عوام کے بالمقابل اس کا منہ تو بند کرنا تھا، تا کہ اس کے بڑبول کا پول کھل کر سامنے آجائے، اسی سلسلے میں ان کو ۲۰/جنوری ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ کی صبح نو بجے دار العلوم منظر اسلام بیلوا (تھانہ آبادپور وایا بارسوئی ضلع کٹیہار بہار) میں لے جایا گیا، جہاں پر صوفی طریقت ضیغم ملت عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد لطیف الرحمٰن رضوی مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مفتی محمد ظہور حسن رضوی دام ظلہ مدعو تھے، ان حضرات کے روبرو کرانے کا پہلا مقصد ان کو راہ راست پر لانا تھا، اور دوسرا مقصد رفع یدین کے منسوخ ہونے پر انہیں دلائل دکھانا تھا، کیوں کہ اس شخص نے عوام کے سامنے لایعنی باتیں عام کیں، اور علماء پر الزام عائد کئے کہ یہ لوگ اصلی حدیثوں کو چھپا کر رکھے ہیں، اور معاذاللہ ضعیف اور مردود حدیثوں کو پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ رفع

یدین کرنا فرض ہے، اور جو شخص رفع یدین نہیں کرتا اس کی نماز ہی قائم نہیں ہوتی، اور وہ شخص بدعتی ہیں، ان کے ان ہی اقوال خبیثہ کا جواب دینا تھا، رفع یدین کی بحث چھیڑنے سے قبل سامنے والے کا مذہب معلوم ہونا ضروری تھا، کہ آیا وہ شافعی ہے یا غیر مقلد وہابی، اسی بات کو طئے کرنے کے لئے حضرت ضیغم ملت نے چند سطری عبارت لکھ کر دی تا کہ وہ اپنا مذہب ظاہر کر سکے، وہ عبارت یہ تھی۔

تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، (رسالہ) الامداد، تقویۃ الایمان کے مصنفین کو ان کی عبارات کفریہ التزامیہ کی بنا پر علماء حرمین شریفین نے کافر فرمایا جو ان کے کفر ہونے پر شک کرے وہ بھی کافر ہیں، ہم اہل سنت بھی اسی اصول کے تحت ان کتابوں کے غیر اسلامی کلمات پر کافر کہتے ہیں۔

دستخط

محمد لطیف الرحمٰن رضوی

محمد ظہور حسن رضوی

نوٹ

آپ کا اپنا خیال پیش کرتے ہوئے اپنا دستخط ثبت کر دیجئے؟

بات صاف تھی کہ آپ ان گستاخانہ عبارتوں کے قائل ہیں یا نہیں، اور جو قائل ہیں آپ ان کو کیا کہتے ہیں، آپ اپنے مذہب کا نام بتایئے، لیکن اتنی موٹی بات بھی مجتہد صاحب کی سمجھ سے بالاتر ثابت ہوئی، ان کتابوں میں جو اقوال کفریہ وارد ہوئی ہیں، بے شک

مجتہد صاحب کی نظر میں کفریہ ہیں، مگر لکھنے والے ان کے نزدیک کافرنہیں ہیں، اور گول مول سا جواب املا کی نادرستگی ساتھ لکھا۔

ان گستاخانا عقیدہ کے خلاف ہیں ہم۔محمد مسلم الدین

مجتہد صاحب سے کہا گیا کہ بھائی جب آپ نے تسلیم کرلیا کہ وہ سب اقوال کفریہ ہیں تو یہ بھی اظہار فرمادیجئے کہ ان اقوال کفریہ کے قائل کو کیا کہتے ہیں، کافر یا مسلمان، دولفظوں میں لکھ دیجئے، اس مقام پر مجتہد صاحب حدیث سنانے لگے کہ بخاری شریف میں ہے کہ جو کسی کو کافر کہے گا اور وہ شخص کافر نہ ہوتو کفر کہنے والے کی جانب لوٹ جاتی ہے۔اس لئے ہم کسی کو کافرنہیں کہتے ، کیوں کہ کافر کو بھی کافرنہیں کہنا چاہئے ہوسکتا ہے کہ وہ کافر کبھی مسلمان ہو جائے۔

یہ ان کا جھوٹ ہے کہ ہم کسی کو کافرنہیں کہتے ، حالانکہ گاؤں میں اس نے دو تین لوگوں کو صرف اسلئے کافر کہا تھا کہ وہ لوگ ان کی باتیں ان سنی کر دیتے تھے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرتے تھے۔

بالکل یہی بات مولوی عابد حسین چنڈی پوری دیوبندی نے بھی ایک مناظرہ میں کہی تھی ، کہ کون کافر ہے اور کون مسلم یہ اللہ ہی کو معلوم ہے، ان کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ۔یعنی ان گمراہ گروں کے فہم طفلانہ میں ،،،ہوسکتا،، گھسا ہوا ہے، اس کی دلیل قرآن یا حدیث سے نہ مولوی عابد دکھا سکے تھے، اور نہ ہی ہمارا یہ مجتہد بے علم دکھا سکتے ہیں، اگر مجتہد صاحب نے دکھا دیا کہ قرآن یا یا حدیث میں اس کا ثبوت ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہوتو ہم اس کی غلامی کرنے

کے لئے تیار ہیں،ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین۔اگر سچے ہوتو دلیل لاؤ۔

بلکہ یہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے،ایسا تو کوئی نرے جاہل اوران پڑھ بھی نہیں کہہ سکتا،چہ جائے کہ ایک پڑھا لکھا شخص بولے،حالانکہ جوتھوڑا بہت بھی لکھنا پڑھنا جانتا ہے،اورکم ازکم قرآن مجید ہی کو پڑھا ہے،وہ بخوبی اس بات سے واقف ہیں،کہ قل یاایھاالکافرون ۔ اذاجائک المنافقون۔انماالمشرکون نجس ،یاایھاالذین آمنوا۔وغیرہ آیات کریمہ،قرآن کریم میں ہیں،ان آیات سے واضح ہے کہ قرآن وحدیث کا جوطرز بیان ہے،وہ یہی طریقہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان ہی کہو،اور کافر ومنافق کو کافرومنافق ہی کہاجائے،اگراسی طرح الٹی کھوپڑی لیکر چلیے تو ہمارے مجتہدصاحب کوچاہئے کہ اماں کواماں نہ کہے،ہوسکتا ہے کہ ابابن جائے،عقل وذہانت کی یہ اڑان اوراس پراجتہاد کا دعوی۔لاحول ولاقوت الاباللہ۔

مجتہدصاحب سے مکرر کہاگیا کہ آپ ان کتابوں میں درج کلمات کفریہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں،تو جواب میں فقط اتنا ہی لکھا،،کفری عبارت ہے یہ،،اور جب ان کفری اقوال کے لکھنے والے کی بابت کہاگیا کہ آپ ان کفریات کے لکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان،اس پربھی گول مول ساجواب دیا،،ہم اس عقیدہ میں شامل نہیں ہیں،،یعنی مجتہد صاحب کسی بھی حال میں ان کفریہ عقائد کے قائلین کوکافرنہیں کہہ سکے،مجتہدصاحب کی الٹی کھوپڑی کے مطابق مال ودولت رکھنے والے کو مالدار اس لئے نہیں کہتے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ کنگال ہوجائے،کافرکوکافرمت کہوں ہوسکتا ہے کہ مسلمان ہوجائے،اس لئے مجتہدصاحب

کو چاہئے کہ معاذ اللہ مسلمان کو مسلمان نہ کہے ہوسکتا ہے کہ کافر ہو جائے ،غرض یہ سب موٹی موٹی باتیں عوام تو بخوبی سمجھ رہے تھے ،مگر مجتہد صاحب کا ذہن سمجھنے سے قاصر ہی رہا۔ آخر بحث وتکرار کے بعد وقت کافی نکل گیا،تو ان سے کہا گیا کہ بھائی آخر تم کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو،تو اس کے جواب میں یہ بکواس اجتہاد کیں۔

مجتہد صاحب: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،واعتصموا بحبل الله،،اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو،اور میں نے اللہ کی رسی قرآن اور احادیث کو پکڑ رکھی ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم فرقوں میں نہ بٹو،اس لئے فرقوں میں بٹنا حرام ہے،ہم کسی بھی فرقہ میں نہیں ہیں ،میں قرآن وحدیث صحیح پر عمل کرتا ہوں،اور ان کے علاوہ کسی کو نہیں مانتا۔

مفتی صاحب: نے ایک حدیث بیان فرمائی: کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک کہ سب جہنمی ہوں گے،تو جو فرقہ نجات یافتہ ہے،وہ بھی تو ایک فرقہ ہے،لہذا فرقہ سے جو باہر رہا وہ جہنمی ہوا،اور تم کسی بھی فرقہ سے نہیں ہو۔

مجتہد صاحب: ہم محمدی ہیں۔

مفتی صاحب: ہاں یہ تو سراسر غیر مقلد وہابی ہے۔

محمدی فرقہ کا مختصر تعارف

مؤرخین ہند کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہندوستان میں وہابیت سید احمد رائے بریلوی کے ذریعہ سے آیا، جب وہ سرحد میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں شہید لیلائے نجد ہوئے ،تو اس

کے ماننے والوں نے اپنی جماعت کا نام وہابی سے بدل کر سید احمد صاحب کی نسبت سے،،احمدی،،رکھا،یہ نام بھی پسند خاطر نہ ہوا تو،،محمدی،،کہلایا،پھر غیر مقلدیت کے نام سے مشہور ہوا،بعد ازیں انگریزی گورنمنٹ سے اپنی سابقہ وفاداری اور نمک حلالی کا واسطہ دے کر مولوی محمد حسین بٹالوی نے جماعت کا نام وہابی سے بدل کر،،اہل حدیث،،رکھا۔

یہ ہے وہ محمدی فرقہ جس کا قائل ہمارے مجتہد صاحب ہیں،اور مجتہد صاحب چونکہ وہابیت سے اپنی برات کا اظہار کر چکے تھے،اس لئے صاف اور صریح طور پر اپنے مذہب کا نام بتانے کی بجائے اس کے پرانے نام کو بتا کر جھانسا دینا چاہا،لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔

مکرر سہ کرر دریافت کرنے کے بعد بھی کفریہ کلمات کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکے،بار بار سمجھانے کے باوجود اتنی سہل بات اس کے بھیجے میں نہیں آئی،اور لکھا،،ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور جو اس کے خلف (خلاف) ہو (وہ) آدمی اور وہ آدمی اپنا اصلاح کریں۔

یہ بھی اس کا جواب نہیں ہوا،بار بار سمجھانے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا،اس لئے جس مقصد سے بیٹھک ہوئی تھی حضرت مفتی محمد ظہور حسن رضوی دام ظلہم العالی نے فرمایا،یہ شخص سدھرنے والوں میں سے نہیں ہے،ہم ترک رفع یدین والی احادیث ضرور دکھائیں گے،مگر ان کے لئے نہیں،بلکہ یہاں پر حاضر آئے عامۃ المسلمین کو سنائیں گے،تا کہ اس کی گمراہیت سے وہ لوگ بخوبی واقف ہو جائیں۔

ترک رفع یدین والی احادیث کتب صحاح ستہ سے نکال کر مجتہد صاحب کو دیا تا کہ وہ خود لوگوں کو پڑھ کر سنائے،اور جن لوگوں کو جھانسے میں لے آئے تھے،خود ان کے منہ سے سن

لے،لیکن جیسا کہ مجتہد صاحب اردو خوانی سے عاجز ہیں چہ جائے کہ عربی عبارتیں پڑھ سکیں ،اپنی درماندگی کے اظہار اس طرح کی کہ،آپ ہی پڑھ کر سنائیں ،لہذا مفتی صاحب نے لوگوں کو متوجہ کراکے ترک رفع یدین کی احادیث پڑھ کر سنائی ،جیسا کہ ہم نے پہلے باب میں احادیث پیش کردی ہے،یہاں پر دوبارہ بیان کرنا تضیع اوقات کے علاوہ کچھ نہیں۔

مباحثہ کا فیصلہ

آخر جب مفتی صاحب نے رفع یدین کے نسخ کی دلائل پیش کئے ،تو مجتہد صاحب گفتگو کرنے سے عاجز ودرماندہ ہوگئے ،زبان گنگ ہوگئی،اور آخر میں اپنے سے بڑے غیر مقلد عالموں سے دریافت کرنے کی مہلت مانگی،اور ہمارے مفتی صاحبان نے کھلے دل سے انہیں مہلت تحریری طور پر دے دی ،اور اس پر خود مجتہد صاحب اور گاؤں کے حاضرین کی دستخط کرالئے۔

آج بتاریخ ۲۰ جنوری ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بوقت ۹ بجے صبح بمقام دارالعلوم سفیلیہ مظہر اسلام بیلوا میں رفع یدین (یعنی نماز میں) کے تعلق سے ایک بیٹھک ہوئی، بیٹھک سے قبل میں نے دعوی کیا تھا، کہ حنفی علماء کے سامنے میں ہی اکیلا کافی ہوں ،مگر آج کی بیٹھک میں نماز میں رفع یدین کے تعلق سے کوئی صحیح حدیث پیش نہیں کرسکا اور نہ ہی میں اپنے لیے عقیدہ اہل سنت کی وضاحت کرسکا،اور پوچھے جانے پر میں نے اپنے آپ کو محمدی بتایا اور محمدی فرقہ کو میں تسلیم کرتا ہوں۔

بہرحال !میں رفع یدین کو صحیح حدیث سے ثابت کرنے کے لئے معذرت کے ساتھ دوسری

تاریخ کا وعدہ کرتا ہوں برائے کرم مجھے کوئی ایک تاریخ عنایت کی جائے، اس دن میں ہی اکیلا رہ کر رفع یدین کو ثابت کروں گا۔ فقط

بقلم خود محمد مسلم الدین والد سمیر الدین

ساکن جگناتھ پور، تھانہ آباد پور بارسوئی (کٹیہار۔ بہار)

دستخط کنندگان

(۱) محمد شہاب الدین (۲) محمد صادق علی (۳) محمد غلام سرور (۴) محمد سنول (۵) محمد مجیب الرحمٰن (۶) شاہ جہاں عالم (۷) لیلا کام (۸) سجاد عالم (۹) شمیم اختر (۱۰) انیسول (۱۱) محمد ساجد رضا قادری (۱۲) گلزار عالم (۱۳) عبدالمالک (۱۴) محمد مجیب الرحمٰن (جگناتھ پور) (۱۵) محمد شہنشاہ (۱۶) محمد راجہ۔ وغیرہ

(نوٹ: ان دستخط کنندہ گان میں اکثریت خود ان کی برادری کے لوگ ہیں)

فیصلہ کے بعد کے حالات

اس کھلی شکست کے بعد بھی ہمارے دونوں مفتیان کرام نے اسے مہلت دے دی، کہ وہ جب چاہے رفع یدین ثابت کرنے آ جائے، اس مہلت سے انہیں ایک حد تک چھوٹ مل گئی، کہنے لگے اگر مفتی صاحبان ہی کو بلانا تھا تو ہم کو پہلے ہی بول دیتے ہم اپنے سے بڑے کو لے آتے، حالانکہ ان سے پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا، لیکن اپنے غرور علم سے کہا تھا کہ ہم ہی بڑے عالم ہیں میں ہی اکیلا کافی ہوں، اور اب جبکہ رسوائی دامن گیر ہوئی تو سارا بڑا پن دھرا کا دھرا ہی رہ گیا، عاجز آ کر تنہائی کو کوسنے لگے۔

کبھی سننے میں آتا توبہ کرلوں گا،اور کبھی کہتا ہم اپنے سے بڑے کو پوچھے ہیں یہ لوگ غلط کہہ رہے ہیں ،غرض اپنی خفت اور شرمندگی کو چھپانے کے لئے ہر مواقع پر بات بدل جاتی ہے،آخراس کے دل میں کیا ہے،کوئی نہیں بتا سکتا،البتہ ہم تو صرف اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اہل سنت کے دامن میں پناہ دیدے،وہابیت کی وبا سے نجات دلائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے علماء ومشائخ

محمد ساجد رضا قادری رضوی

جگناتھ پور،سنکولہ،آبادپور بارسوئی،ضلع کٹیہار (بہار)

تکمیل کی تاریخ:22اپریل 2018